عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اور

دہشت گردی

مؤلف: مولانا نسیم احمد صدیقی نوری

انجمن ضیاءِ طیبہ

نزد دفتر المؤذن حج و عمرہ سروسز

آدم جی داؤد روڈ، میٹھادر کراچی

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور

دہشت گردی

مرتب

مولانا نسیم احمد صدیقی نوری

www.ziaetaiba.com

پیشکش

انجمن ضیاء طیبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ

سلسلۂ اشاعت نمبر	:	42
نام کتاب	:	”میلاد النبی ﷺ اور دہشت گردی“
مؤلف	:	مولانا نسیم احمد صدیقی نوری
ضخامت	:	108 صفحات
تعداد	:	2000
سن اشاعت	:	اپریل 2007
ہدیہ	:	ایصالِ ثواب جمیع امت مصطفویہ ﷺ

www.ziaetaiba.com

.... ناشر ....

ضیائی دار الاشاعت، انجمن ضیاء طیبہ

انتساب

شہدائے عید میلاد النبی ﷺ (بمقام نشتر پارک، کراچی) بموقع جشن عید میلاد النبی ﷺ، بحالت نمازِ مغرب، ۶۵ شہیدوں کے نام۔

موت برحق ہے، یہ اپنے گھر میں یا سفر میں اگر رحلت کرتے تو شاید اتنے یاد نہ رکھے جاتے۔ جب بھی بارہ ربیع الاول شریف کو عید میلاد النبی ﷺ کا جشن منانے والے اپنے پیارے کریم آقا ﷺ کو یاد کریں گے تو ساتھ ہی آقا ﷺ کے ان غلاموں اور عاشقوں کو بھی یاد کیا جائے گا جو نشتر پارک میں شہید ہوئے۔

پیشِ لفظ

قارئینِ محترم! آپ کے علم میں ہے کہ انجمن ضیائے طیبہ گذشتہ ڈھائی سال قبل تشکیل دی گئی اور اس وقت سے تاحال بحمدہٖ تعالیٰ خدمتِ دین متین میں مصروف عمل ہے۔ اب تک 41 کتب شائع ہو کر ملک و بیرون ملک مفت تقسیم کی جاچکی ہیں۔ زیر نظر کتاب ''عید میلاد النبی ﷺ اور دہشت گردی'' انجمن کے سلسلۂ اشاعت میں 42ویں نمبر پر ہے۔ ربیع الاول شریف رحمتوں، برکتوں اور مغفرتوں کا مہینہ ہے، اس کا اپنا تقدس بھی ہے کہ یہ رسول اکرم ﷺ کی تشریف آوری کا مہینہ ہے۔ ربیع الاول شریف میں کثرت سے محافل میلاد کا انعقاد ہوتا ہے، درود و سلام پڑھنے والے اپنے جذبات و احساسات کا والہانہ اظہار کرتے ہیں، گلی گلی، محلہ محلہ، شہر شہر اور نگر نگر جشن میلاد کے موقع پر چراغاں کیا جاتا ہے۔ گھر سے لے کر شہر تک تزیینِ و آرائش کا اہتمام ہوتا ہے ہر مسلمان یہ عمل کرتا بھی ہے اور اسے مشاہدہ کرکے خوش بھی ہوتا ہے لیکن بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو تعداد میں مختصر ہونے کے باوجود اپنی ریشہ دوانیوں سے اہل اسلام کے معمولات کو نشانۂ تنقید بناتے ہیں، بلکہ بعض اوقات چراغاں کے قمقموں اور گنبد خضرا والے پرچموں کو عملاً نقصان پہنچاتے ہیں اور بے حرمتی کرتے ہیں۔ اہلسنّت وجماعت اپنے اشتعال کو اپنے قابو میں رکھتے ہیں اور مخالفین و معاندین کی ان جارحانہ جسارتوں پر ردّ عمل کا اظہار نہیں کرتے۔

اس ضمن میں مولانا نسیم احمد صدیقی سے گفتگو ہوئی تو گذشتہ سال سانحۂ نشتر پارک کے تناظر میں مولانا نسیم احمد صدیقی نے محافل میلاد سے روکنے کے عمل کو دہشت گردی قرار دے کر ارادہ کیا، قلم اٹھایا اور یہ تحقیقی کتاب تالیف کر ڈالی۔ اس کتاب کی تالیف میں بڑی محنت کی گئی ہے، قدیم و جدید جس قدر ماٰخذ دستیاب ہو سکے (جس سے "دہشت" کی تعریفات اور مفاہیم واضح ہو سکیں) وہ حاصل کیے گئے۔ انٹرنیٹ کے ذریعے اپ ڈیٹ انفارمیشن دینے والے "وکی پیڈیا" سے کافی مواد لیا گیا، یہ علمی مواد انگریزی زبان میں تھا اسے محمد نعیم ترابی نے حاصل کیا جبکہ محترم قیصر حسین فاروقی کے توسط سے جناب محمود جوہر کی اہلیہ نے ترجمہ کیا اور ترجمہ ہی کے حوالے سے جناب مزمل زیدی صاحب اور نوید نے بھی تعاون فرمایا، اللہ تعالیٰ ان معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور مولانا نسیم احمد صدیقی کی اس کاوش کو قبولیت عامہ کا شرف عطا فرمائے۔

کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے، مطالعہ کیجیے اور کتاب کے مؤلف مولانا نسیم احمد صدیقی نوری کے لیے، کتاب کے ناشرین انجمن ضیاء طیبہ کے جملہ عہدیداران و اراکین، معاونین و منتسبین اور کل ملت اسلامیہ کے لیے دعا برائے شوکت و سلامتی ایمان و جان و مال و آبرو کیجیے۔ "اللہ تعالیٰ ایمان پر موت دے مدینے کی گلی میں۔"

آمین

سیّد اللہ رکھا ضیائی

بانی و سرپرست

انجمن ضیائے طیبہ

www.ziaetaiba.com

نحمدہٗ ونصلّی ونسلّم علیٰ رسولہِ الکریم
وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین○

قارئین محترم! اس تالیف میں ایسا تاریخی منظرنامہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جس سے یہ واضح ہو کہ میلاد شریف کا جشن جنہیں ناگوار گذرتا ہے ان معاندین کی ناپسندیدگی سے لے کر اظہار برہمی کے مختلف مخالفانہ و جارحانہ انداز عید میلاد منانے والوں کے لیے دہشت گردی کی اقسام ہی سے ہیں۔

عید میلاد النبی ﷺ کا معنی اور مفہوم:

"عید" اصل میں "عود" تھا، عین کے کسرہ (یعنی زیر) کی وجہ سے واؤ کو یأ سے بدل لیا ہے، اس کی جمع واحد کے لفظ پر "اعیاد" آتی ہے تاکہ عُودٌ (بمعنی لکڑی) کی جمع "اَعْوَادٌ" اور اس میں فرق رہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ چونکہ اس کے واحد میں "یا" لازمی تھی، اس لیے جمع میں بھی لازمی ہونی چاہیے۔[1]

"عید" ہر وہ دن جس میں کسی بڑے آدمی یا کسی بڑے واقعہ کی یاد منائی جائے کہتے ہیں۔ عید کو اس لیے عید کہا جاتا ہے کہ وہ ہر سال لوٹ کر آتی ہے۔[2]

"عید" خوشی اور اسلامی تہوار کو کہتے ہیں۔[3] ایسا ہی کریم الغات میں ہے۔[4]

1۔ علامہ ابن منظور افریقی رحمۃ اللہ علیہ (۷۱۱ھ) لسان العرب ۹: ۴۶۱۔
لغات القرآن، ۴: ۳۷۷۔
2۔ المنجد صفحہ ۶۹۰..... منتہی الارب فی لغات العرب، ۳: ۲۰۸۔
3۔ امام محمد بن ابی بکر بن عبد القادر رازی رحمۃ اللہ علیہ، مختار الصحاح، صفحہ ۶۴۴۔
4۔ کریم اللغات فارسی، مطبوعہ ۱۸۶۱، صفحہ ۱۰۰۔

www.ziaetaiba.com

امام ابوالقاسم حسین راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ (۵۰۲ھ) اپنی تالیف "معجم مفردات الفاظ القرآن" میں "عید" سے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

"وَالْعِيْدُ مَا يُعَاوِدُ مَرَّةً بَعْدَ أُخْرٰى وَخُصَّ فِي الشَّرِيْعَةِ بِيَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ النَّحْرِ وَلَمَّا كَانَ ذٰلِكَ الْيَوْمُ مَجْعُوْلًا لِلسُّرُوْرِ فِي الشَّرِيْعَةِ كَمَا نبه النَّبِيُّ ﷺ بِقَوْلِهٖ (اَيَّامُ اَكْلٍ وَّ شُرْبٍ وَّ بِعَالٍ) صَارِ يُسْتَعْمَلُ الْعِيْدُ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ فِيْهِ مَسَرَّةٌ وَعَلٰى ذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى: (اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا) وَالْعِيْدُ كُلُّ حَالَةٍ تُعَاوِدُ الْاِنْسَانَ، وَالْعَائِدَةُ كُلُّ نَفْعٍ يَرْجِعُ اِلَى الْاِنْسَانِ مِنْ شَيْئٍ مَّا۔"[1]

ترجمہ: عید اسے کہتے ہیں جو بار بار لوٹ کر آئے، شریعت میں یہ لفظ یوم الفطر اور یوم النحر (قربانی کے دن) کے لیے خاص ہیں، عید کا دن خوشی کے لیے مقرر کیا گیا ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، "ایام عید کھانے اور پینے اور جماع کے لیے ہیں"، اس لیے ہر وہ دن جس میں مسرّت (خوشی ہو) حاصل ہو اس دن کے لیے "عید" کا لفظ مستعمل ہو گیا ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا کی بابت) ارشاد فرمایا، "ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لیے عید ہو۔" اور عید انسان کی اس حالت (خوشی) کو کہتے ہیں جو بار بار انسان پر لوٹ کر آئے۔ اور "العائدہ" ہر اس منفعت کو کہتے ہیں جو انسان کو کسی چیز سے حاصل ہو۔"

1۔ امام ابوالقاسم حسین بن محمد بن المفضل راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ (۵۰۲ھ)۔ معجم مفردات الفاظ القرآن (نسخہ محققہ ندیم مرعشلی) صفحہ ۳۶۴۔

مولوی سید تصدق حسین رضوی نے اپنی مرتب کردہ لغت میں لکھا ہے:

"عید المیلاد" کسی کی پیدا ہونے کی یاد میں خوشی منانا اور اصطلاح میں کرسمس ڈے اور بارہ وفات کو بھی کہتے ہیں۔"[1]

ماہر لغت خواجہ عبد المجید لکھتے ہیں:

"عید مولود یا میلاد: پیغمبر ﷺ کی پیدائش کا دن ہے، جب مسلمان مجلسیں کرکے بیانِ ولادت آنحضرت ﷺ کرتے ہیں اور خوشیاں مناتے ہیں۔[2]

ممتاز ادیب جناب وارث سرہندی (ایم۔اے) لکھتے ہیں:

"عید: لغوی معنی ہیں کہ جو بار بار آئے، تیوہار، جشن، خوشی کا دن ...

"عید میلاد" پیغمبر ﷺ کی پیدائش کا دن۔[3]

اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں مرقوم ہے:

"آج تمام اسلامی دنیا میں جشن میلاد النبی ﷺ متفقہ طور پر منایا جاتا ہے اور اکثر جگہ اس کی صورت دھوم دھام، عیدم المثال شان و شوکت کے لحاظ سے کم و بیش یکساں ہوتی ہے اس تہوار کے تفصیلی بیانات اسلامی دنیا کے ہر گوشے میں بے شمار ذرائع سے ملتے رہتے ہیں۔[4]

سید قاسم محمود لکھتے ہیں:

www.ziaetaiba.com

1۔ مولوی سید تصدق حسین رضوی، لغات کشوری صفحہ ۵۰۷، مطبوعہ لکھنؤ۔

2۔ خواجہ عبد المجید (بی۔اے) جامع اللغات ۲: ۱۴۱۱۔

3۔ وارث سرہندی (ایم۔اے) علمی اردو لغت، صفحہ ۱۰۲۸۔

4۔ دانش گاہ پنجاب لاہور، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۲۱: ۸۲۶۔

”عید: عید کا لفظ ”عود“ سے ہے، جس کے معنی ہیں ”لوٹنا“ یہ آرامی زبان کا لفظ ہے۔ خوشی کا وہ دن جو بار بار آئے۔ اہل اسلام کے نزدیک سب بڑا تہوار عید ہے۔“[1]

سید قاسم محمود مزید لکھتے ہیں:

”میلاد النبی، نبی ﷺ کی پیدائش کا دن ہے۔ بارہ ربیع الاول۔ خوشی کا یہ دن خصوصی اجتماعات اور دینی محفلوں کے انعقاد کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ ان میں نعتیں پڑھی جاتی ہیں اور حضور پاک ﷺ کی مدح سرائی کی جاتی ہے ..... قدیم تاریخوں میں یہ دن مصر وترکی میں منایا جاتا تھا..... قیام پاکستان کے بعد سے عید میلاد النبی ﷺ پورے پاکستان میں جوش وخروش سے منایا جاتا ہے، سرکاری نیم سرکاری اور غیر سرکاری تقریبات میں قرأت اور نعت خوانی ہوتی ہے۔ مسجدوں میں خصوصی اجتماعات اور دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ مسلمانوں میں یہ عید کے طور پر منائی جاتی ہے۔ عین اسی طرح جیسے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش مناتے ہیں۔ اس روز جشن ہوتے ہیں، جلوس نکلتے ہیں، چراغاں ہوتے ہیں اور لوگ اسوہ حسنہ پر عمل کرنے کا عہد کرتے ہیں۔ اس روز ملک بھر میں عام تعطیل ہوتی ہے۔[2]

عید کا مفہوم واضح ہو گیا:

www.ziaetaiba.com

اللہ تعالیٰ امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے کہ جنہوں نے وضاحت سے سمجھا دیا کہ عید انسان کی خوشی کی اس حالت کو کہتے ہیں کہ جو بار

1۔ سید قاسم محمود، اسلامی انسائیکلوپیڈیا۲: ۱۲۰۱۔

2۔ سید قاسم محمود، اسلامی انسائیکلوپیڈیا۲: ۱۵۲۷۔۱۵۲۸۔

بار لوٹ کر آئے، پیارے آقا ﷺ کا یومِ ولادت یعنی ۱۲ ربیع الاول شریف بار بار آتا ہے اور غلام رسول و عاشقِ رسول کو عید کی خوشیاں دیتا ہے۔

اللہ عزوجل (خالقِ دنیا) کا عرفان کیسے؟

لادینی کی تحریکوں اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے رویّوں نے فاشسٹ، اشتراکی، سوشلسٹ اور کمیونسٹ معاشروں کو تشکیل دیا۔ ایسے معاشروں میں خالق کائنات (جلّ مجدہٗ) کے وجود کی نفی کی گئی، لیکن گمانِ فاسد پر قائم دہریت کے معاشرے دیرپا نہیں رہے۔ آج کی دنیا میں بسنے والے اگرچہ مشاہدات و تجربات ہی کی روشنی میں نظریات و جہات کا تعین کرتے ہیں، ہمہ اقسام کے مادّی وسائل سے مالا مال آج کی دنیا سے یہ توقع کرنا فضول ہے کہ کسی شے کے وجود کا یقین ادراک کے بغیر کرلے گی، لیکن یہ اللہ رب ذوالجلال ہی کی قدرت ہے کہ لادینی معاشروں میں بھی خالقِ کائنات (جو احاطۂ ادراک سے ماوراء ہے) کے وجود پر یقین کا اظہار کیا جارہا ہے۔ سائنسی تحقیقات کے لیے کہا جاتا تھا کہ دینی نظریات سے ان کا کچھ تعلق نہیں۔ سائنس داں، آسمانی خبروں پر یقین نہیں رکھتے تھے، لیکن گذشتہ نصف صدی سے بتدریج ایسے سائنس داں اپنی فکری اور اعتقادی حالت بدل رہے ہیں۔ یعنی اب وجود خدا کے منکرین کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔[1] لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اہل دنیا نے خالق دنیا کا عرفان حاصل کرلیا، اگر ایسا ہی ہوتا تو اہل دنیا میں تمام موحدین (وحدہٗ لاشریک پر ایمان رکھنے والے) ہوتے۔ راقم یہ کہنا چاہتا ہے کہ مختلف طبقات زندگی کے نمائندہ افراد اور اکثر لوگ دہریت سے ان معنوں میں روحانیت کی طرف آرہے

1۔ آغا محمد اشرف، معراج اور سائنس۔

ہیں کہ ایک خارجی قوت کو کائنات کے داخلی معاملات میں مختار اور مالک ہونے کا اعتراف کر رہے ہیں۔ تاہم یہ ضروری نہیں کہ خدائے لم یزل کی ذات و صفات پر اس کی شانِ اقدس کے مطابق بعینہٖ ایسا ایمان رکھیں جیسا کہ (قرآن و احادیث کے مضامین کے مطابق) ملتِ اسلامیہ رکھتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذاتِ حق جل مجدہٗ کا عرفان اس کے بھیجے ہوئے رسولوں اور نبیوں (علیہم الصلوٰۃ والسلام اجمعین) کے بغیر ممکن نہیں، کیونکہ انبیاء و مرسلین کرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام اجمعین) اللہ تبارک و تعالیٰ عزاسمہٗ کی صفات کا مظہر ہوتے ہیں تو بہتر طور پر صفات خداوندی کی معرفت قوم کو عطا کرتے ہیں اور جو ہدایت بتوسط انبیاء کرام حاصل ہوتی ہے اس میں گمراہیت کا پہلو نہیں ہوتا، ایسی ہدایت پالینے والے موحد ہوتے ہیں یعنی عقیدۂ توحید پر ایمان کامل ہوتا ہے۔ یہاں یہ واضح رہے کہ آقائے دو جہاں، سرور مرسلاں، نبی آخری الزماں ﷺ جملہ صفات کے ساتھ ساتھ اللہ جل شانہٗ کی ذات کے بھی مظہر کامل ہیں اسی لیے مظہر ذات کی تشریف آوری کے بعد کسی دوسرے نبی کی آمد عبث و محال اور ناممکن ہے۔

جو افراد اپنے عقل و شعور کی بنا پر نظم کائنات کو برقرار و بحال رکھنے والی ذات کا کچھ عرفان حاصل کر لیتے ہیں وہ عقل کو حرف آخر اور حجت فیصل سمجھتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ عقل کا فساد اور شیطان کی مکاریاں خدائے وحدہٗ لاشریک پر اس طرح ایمان لانے پر مانع رہتی ہیں کہ جس کے نتیجے میں شرک کے امکانات معدوم ہو جائیں اور منشائے رب ذوالجلال کے مطابق اس کا بندہ "موحد" بن کر صرف اسی کا ہو جائے۔ ایسا صرف اور صرف اس وقت ہوتا ہے جب عقل و

شعور اور فہم و ادراک، رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں کوئی بندہ طالب حق ہو کر سرنگوں ہو اور آپ ﷺ سے غلامی کا رشتہ استوار کر لیا جائے۔

قارئین محترم! یہاں یہ جملے اچھی طرح پڑھنے اور سمجھنے سے متعلق ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا عرفان اس کے بھیجے ہوئے رسول ﷺ کے بغیر اس لیے ممکن نہیں ہے کہ بندگانِ خدا میں منصب رسالت کسی، کسی کو عطا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ظہور سے پہلے رسول کا انتخاب فرماتا ہے۔

ذات ہوئی انتخاب، وصف ہوئے لاجواب
نام ہوا مصطفی تم پہ کروڑوں درود[1]

اگر خدا کے بندے، تلاش خدا میں اپنے جیسے بندوں کے پاس جائیں گے تو وہ عرفانِ خدا سے محروم رہیں گے کیونکہ انہوں نے اس سمت کی جانب قدم بڑھا دیے ہیں جو انہیں بارگاہ رحمان کے راستے سے دور اور آماجگاہِ شیطان سے قریب کر دے گا۔

جو بارگاہِ رسالت سے منہ موڑے گا وہ مشرک و مفسد ہی رہے گا اور جو تلاشِ ربِّ ذوالجلال میں محبوب مکرّم، رسول معظم ﷺ کے قدموں تک آجائے گا وہی درحقیقت اللہ تعالیٰ سے قریب ہو جائے گا۔

بخدا خدا کا یہی ہے در، نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو، یہیں آکے ہو، جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں[2]

اس کا مطلب یہ ہوا کہ غیر نبی و رسول اپنے قریب آنے والوں کو اللہ

1۔ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، حدائق بخشش حصہ دوم:۱۷۔

2۔ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، حدائق بخشش حصہ اول:۶۵۔

www.ziaetaiba.com

سے مزید دور کر دیتے ہیں، جبکہ رسول اللہ ﷺ کے قریب جاکر بندے اللہ سے تعالیٰ سے قریب ہو جاتے ہیں۔

بعد از خدا کون؟

اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے عرفان اور اظہار ربوبیت[1] کے لیے اپنے نور کی تجلی سے[2] اپنے محبوب مکرم ﷺ کو سب سے پہلے تخلیق فرمایا یعنی زمین و آسمان سے پہلے، جنت و دوزخ سے پہلے، لوح و قلم سے پہلے، عرش و کرسی سے پہلے۔[3]

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا اولِ خلق آپ کی ذات ہے، بشریت سے پہلے، اول بشر سے پہلے، جبرئیل سے پہلے، ملائکہ سے پہلے، عرش و کرسی سے پہلے، پہلے سے پہلے حضور ﷺ کا نور پیدا ہوا۔ زمان سے پہلے، مکان سے پہلے، سب سے پہلے حضور ﷺ کا نور پیدا ہوا۔ سات آیاتِ قرآنیہ اس بات پہ گواہ ہیں کہ حضور ﷺ اول خلق ہیں۔ تبرکاً ایک آیت، اور آیت کی تفسیر حضور ﷺ کی حدیث مبارکہ سے۔"

وَاِذْ اَخَذْنَا اللہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ مِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی۝[4]

1۔ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ، تفسیر ۱: ۲۔

2۔ شیخ محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی، ۱۴: جز ۲۷: ۲۲۔

3۔ علامہ عبدالباقی زرقانی رحمۃ اللہ علیہ شرح مواہب الدنیہ اول: ۴۵۔

4۔ القرآن الکریم: پارہ ۲۱ سورۃ الاحزاب: آیت ۷۔

www.ziaetaiba.com

ترجمہ: اے حبیب! یاد کرو، میں نے پکا وعدہ لیا تھا تم سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ اور عیسی (علیہم الصلوٰۃ والسلام) سے۔

حضور ﷺ نے یہ آیت سورۃ احزاب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو سنائی کہ صحابہ تمہاری مادری زبان عربی ہے قرآن بھی عربی ہے تم نے غور کیا اس پہ کہ میری امت سارے انبیاء کے بعد ہے آیت کے اندر میرا ذکر پہلے منکَ ہے۔ جو مجھ سے پہلے آئے ان انبیاء کا ذکر میرے بعد میں ہے جبکہ میں سب سے بعد میں آیا لیکن میرا ذکر پہلے کیا گیا، اس راز کو سمجھے؟ صحابہ نے عرض کی صاحب قرآن ہی سمجھادیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"میں تخلیق میں تمام انبیاء سے پہلے ہوں اور ظہور میں تمام انبیاء سے آخری ہوں۔"[1]

میں اوّل بھی ہوں، آخر بھی ہوں یہ تفسیر القرآن ہے، بالحدیث ہے۔ یہ تفسیر، یہ حدیث متذکرہ آیت کی تفسیر میں معالم التنزیل میں بھی ہے۔ ابن کثیر میں بھی ہے، خازن میں بھی ہے عربی کی تمام معتبر تفاسیر میں ہے۔ ابن جریر میں بھی ہے، کہ میں آیا سب سے بعد ہوں اور میری تخلیق سب سے اول ہے، اس لیے اللہ نے پہلے میرا ذکر کیا۔ میں اول بھی ہوں اور آخر بھی ہوں۔ تمام امت مسلمہ کا حتیٰ کہ پاکستان کی قومی اسمبلی کا یہ فیصلہ ہو چکا کہ مرزائی کافر ہیں کیوں؟ نبی ﷺ کو آخر الانبیاء نہیں مانتے۔ جو حضور ﷺ کو آخری نبی نہ مانے ان کی اس صفت سے انکار کر کے ایمان سے خارج، جو نبی کو آخر نہ مانے وہ تو ایمان سے

1۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ، بطریق مرسل حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ 'ابن حاتم نے حضرت سیدنا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ المستدرک... مسند امام احمد... جامع الصغیر۔

خارج، اور جو نبی ﷺ کو اول نہ مانے وہ کس کھاتے کا ہو گا؟ چونکہ دونوں صفتیں حضور ﷺ کی قرآن سے بھی ثابت ہیں اور احادیث سے بھی ثابت ہیں۔
میرے تمہارے نبی ﷺ سے پوچھا گیا:

مَتٰی وَجَبَتْ لَكَ النَّبُوَّۃُ[1]

ترجمہ: اے نبی ﷺ! آپ کو نبوت کب ملی؟ کس وقت آپ ﷺ نبی بنائے گئے؟

اگر بات واضح ہوتی کہ چالیس سال کے بعد نبی بنے تو پوچھنے کی کیا ضرورت تھی صحابہ جانتے تھے کہ اعلان نبوت تو چالیس سال کے بعد کیا گیا جب آپ پہاڑوں سے مکے میں گزرتے تھے تو پتھر چٹان سلام عرض کرتے تھے اسلام علیک یارسول اللہ، اگر نبی نہ تھے تو چٹانوں نے "یا نبی اللہ" اور "یارسول اللہ" کیوں کہا؟ اپنی ولادتِ باسعادت کے موقع پر سر سجدے میں رکھا۔ دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ اُمَّتِیْ، یااللہ میری امت کو بخش دے، امت تو نبی کی ہوتی ہے اگر اس وقت نبی نہیں تھے تو امتی کیوں فرمایا؟ تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان علامات کو دیکھ کر پوچھا کہ اعلان تو چالیس سال کے بعد فرمارہے ہیں، اور نبوت کی علامتیں ہمیں پہلے معلوم ہورہی ہیں۔ تو آپ فرمائیے کہ آپ کو نبوت کس وقت ملی؟ میرے تمہارے سچے نبی ﷺ نے فرمایا:

کُنْتُ نَبِیًّا وَّاِنَّ اٰدَمَ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ[2]

ترجمہ: میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔"

1۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، جامع الترمذی... امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ، مواہب اللدنیہ جلد اول:۸۸۔
2۔ المرجع السابق۔

اگر کسی کے بارے میں آپ کہیں کہ کراچی اور حیدرآباد کے درمیان ہے نہ وہ کراچی میں ہے اور نہ وہ حیدرآباد میں ہے۔ تو آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان ہیں.....نہ روح میں ہیں، نہ جسم میں ہیں.....وہ معدوم ہیں، وجود میں نہیں آئے.....میرے حبیب ﷺ پہلے موجود ہیں۔ ذرا سوال اور جواب پر غور فرمائیں بہت سے مسئلے حل ہو جائیں گے۔ سینہ مدینہ بن جائے گا اور قلب روشن ہو جائے گا۔ حضور ﷺ کے مقام کو سن کر بہت مسرت اور فرحت آپ کو حاصل ہو گی۔ پوچھنے والے نے یہ پوچھا کہ آپ کو نبوت کب ملی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی آدم علیہ السلام پیدا نہیں ہوئے تھے اس وقت میں تھا اور نبی تھا.....یہ نہیں فرمایا کہ اس وقت مجھے نبوت ملی اس سے پہلے نبی تھا۔ کب نبوت ملی؟ یہ جواب نہیں دیا۔ جیسے کوئی مجھ سے پوچھے کہ آپ انیس صاحب کے یہاں کس وقت آئے؟ میں عرض کروں کہ میں ۹ بجے یہاں تھا۔ پوچھنے والا پوچھنا چاہتا ہے کہ کب آئے؟ میں آنے کا وقت نہیں بتاتا، میں کہتا ہوں کہ ۹ بجے یہاں تھا، صحابہ نے پوچھا کہ نبوت کب ملی؟ آپ نے کب کا جواب نہیں دیا کچھ بتایا کچھ چھپایا۔ کہ آدم پیدا نہیں ہوئے تھے اس وقت میری ذات تھی اور میں نبی تھا اس میں راز کیا تھا؟ اے لوگو! اے بشرو! جہاں تک تمہارے دماغ کی جولانی ہے یہی سوچ لو یہی جان لو کہ ابوالبشر پیدا نہیں ہوئے تھے، تمہارے جدِ اعلیٰ پیدا نہیں ہوئے تھے، اس سے پہلے میری ذات بھی تھی اور مجھے نبوت بھی مل چکی تھی یعنی اے اولاد آدم! تم علمی و فنی میدان میں جتنی ترقی کر لو گے جس قدر Civilize ہو جاؤ گے مگر کبھی بھی تمہاری رسائی حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے کے ادوار تک نہیں ہو سکتی لہٰذا تمہارا یہ جاننا کافی ہے کہ محبوب خدا آدم سے پہلے تھے۔ باقی میں وقت بتاؤں؟

تو وقت تو بنتا ہے لیل و نہار سے شب و روز سے، دن رات سے، دن رات تیار ہوتے ہیں سورج سے، سورج بعد میں پیدا ہوئے میں اس سے پہلے تھا۔ وقت میرے بعد میں پیدا ہوا میں وقت سے پہلے نبی تھا، وقت تو وہ بتائے جو وقت کے اندر پیدا ہوا ہو، پھر وقت میں نبوت ملے وقت تو میرے بعد کی پیداوار ہے، میں وقت سے پہلے نبی تھا۔ یہ بشروں کو جواب دیا۔ سیرت میں موجود ہے، تفسیر روح البیان میں موجود ہے۔[1]

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا اے جبرائیل علیہ السلام تیری عمر کتنی ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ ساری زمین آسمان، سورج چاند میرے سامنے پیدا ہوئے، میری معلومات کے مطابق فقط رب کی ذات تھی، رب کی ذات پہ نوری نوری پردے تھے (حجاب النور، مسلم شریف) چوتھے پردے پہ ایک تارا طلوع ہوتا تھا میں اس تارے کو دیکھتا تھا، پھر وہ تارا غروب ہو جاتا تھا، جب وہ تارا غروب ہو جاتا تو ستر ہزار سال کے عرصے تک وہ تارا غروب رہتا تھا، جبرائیل نے ستر ہزار سال کا اندازہ کیسے لگالیا؟ سورج تو تھا نہیں اپنے علم سے جو سال بننے والے تھے جبرائیل کے علم میں پہلے تھے کہ سال کی معیاد اتنی ہوگی، ستر ہزار سال وہ تارا غروب رہتا تھا پھر طلوع ہوتا تھا، میں نے اس ستارے کو یارسول اللہ ﷺ بہتر ہزار مرتبہ طلوع ہوتے دیکھا، تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ "مجھے اپنے رب عزوجل کی قسم ہے، وہ ستارہ میں تھا۔[2]

1۔ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ، تفسیر روح البیان، ۳: ۵۴۳۔

2۔ امام برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ، سیرت حلبیہ، اول: ۴۹۔

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ، تفسیر روح البیان، ۳: ۵۴۳۔

حدیث شریف پر نوری تبصرہ:

ستر ہزار سال کہنے کا مطلب یہ ہے کہ سالوں برسوں کی کثرت اور تسلسل، عرب محاورہ میں اس طرح گفتگو میں ہندسوں کا استعمال کثرت کے اظہار کے لیے کرتے ہیں اور اگر ظاہر الفاظ کے معنی مراد لیے جائیں تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ تارے کے طلوع اور چمکنے کی حالت ستر ہزار برس رہتی تھی پھر غروب کی حالت کا دورانیہ بھی یہی تھا تو ایک لاکھ چالیس ہزار کے ہندسے کو بہتر ہزار سے ضرب دے کر حاصل ہوتا ہے دس ارب آٹھ کروڑ سال 10,08,0000,000 یہ عمر شریف حضرت جبرائیل علیہ السلام کی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظہور اقدس کے زمانہ تک بنتی ہے، آج کے دور یعنی متذکرہ ہندسوں میں چودہ سو پچاس سال جمع کئے جائیں تو دس ارب آٹھ کروڑ ایک ہزار چار سو پچاس سال بنتے ہیں (واللہ ورسولہ اعلم)

شیخ الحدیث مزید لکھتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ بشروں سے فرماتے ہیں، "تمہارا دادا بعد میں پہلے میں تھا" جبرائیل نوری سے فرماتے ہیں "تیری عمر کی ابتداء بعد میں پہلے وہ ستارہ میں تھا۔" یہ بشروں سے پہلے، نوریوں سے پہلے اسی لیے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (جن کو ہر رات بلا ناغہ حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی تھی) صحیح حدیث میں آیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا..... کہاں تھا وہ نور؟ کہاں نہیں تھا؟ زمان نہیں تھا، مکاں نہیں تھا، اللہ بھی لامکاں، لازماں میں، حضور ﷺ کا نور بھی لامکاں، لازمان میں، جب تک رب نے چاہا وہ نور غیب الغیب میں رہا، جب اللہ تعالیٰ نے کائنات کو پیدا فرمایا حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اللہ نے

ہمارے تمہارے پیارے نبی ﷺ کے نور مقدس کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ سجدہ کرو، امام رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کو کیوں سجدہ کرایا جارہا تھا؟ فرمایا ”آدم علیہ السلام کی پیشانی میں ہمارے نبی ﷺ کا نور تھا“ منہ تھا آدم علیہ السلام کی طرف، سجدہ نور مصطفی ﷺ کو، جیسے ہمارا منہ ہوتا ہے قبلہ کو سجدہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے لیے۔ منہ قبلہ کی طرف، سجدہ اللہ کو، منہ تھا آدم علیہ السلام کی طرف تعظیم ہو رہی تھی نور مصطفی ﷺ کی۔ جہاں جہاں میرے تمہارے پیارے نبی ﷺ کا نور آیا شرف بخش آیا۔ آدم علیہ السلام میں آیا مسجود ملائکہ بن گئے۔[1]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا مجدد محقق بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آب و گل انبیاء، تم پہ کروڑوں درود جان و دل اصفیا تم پہ کروڑوں درود

تم سے بنا، تم بنا تم پہ کروڑوں درود غایت وعلّت سبب، بہر جہاں تم ہو سب

اصل ہے ظِل بندھا تم پہ کروڑوں درود تم سے جہاں کی حیات، تم سے جہاں کا ثبات

تم سے ہے سب کی بقا، تم پہ کروڑوں درود تم سے کھلا باب جود، تم سے ہے سب کا وجود

لِم ہے یہ، وہ اِنّ ہوا تم پہ کروڑوں درود[2] تم سے خدا کا ظہور، اس سے تمہارا ظہور

جو جس کے لیے بنا، اسی کے نور سے بنا:

www.ziaetaiba.com

قارئینِ محترم! اس میں کوئی شبہ نہیں اور دورائے نہیں کہ پیارے کریم آقا ﷺ ہی ”بعد از خدا بزرگ توئی“ کے مصداق ہیں۔ حضور اقدس ﷺ کو

1۔ شیخ الحدیث علامہ محمد منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ، ضیائے میلاد النبی ﷺ، ۱۴ تا ۱۷۔

2۔ امام احمد رضا مجدد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، حدائق بخشش، دوم: ۱۸۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی تجلی سے پیدا فرمایا، باقی مخلوق کو حضور انور شفیع محشر ﷺ کے انوار و تجلیات سے پیدا فرمایا۔ گویا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ”جو جس کے لیے بنا، وہ اسی کے نور سے بنا۔“

اللہ تعالیٰ نے اپنے عرفان کے لیے اپنے محبوب ﷺ کو بنایا تو اپنے نور کی تجلی سے بنایا اور محبوب کے عرفان کے لیے باقی سب کچھ بنایا تو محبوب کے نور سے بنایا۔

حاصل مطالعہ:

ہم اس نتیجہ پر پہنچ گئے ہیں کہ اللہ رب العالمین جل مجدہٗ نے اپنے محبوب رحمۃ اللعالمین کی اول تخلیق فرمائی، بندۂ خاص بنایا، مظہر کامل بنایا، صرف اپنے لیے بنایا تو صرف اپنی ہی ثناو تسبیح کا خوگر بنایا، دوسروں سے افضل بنایا، اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اپنے محبوب کی طرف ملتفت ہے گویا یوں سب سے بے نیاز ہے (اَللّٰہُ الصَّمَدُ) اگر مخلوق کی جانب متوجہ ہے تو صرف کہا جاسکتا ہے کہ محبوب کے سوا سب سے بے نیاز ہے، اسی لیے باقی مخلوق، اللہ کی رحمتوں کی توجہات حاصل کرنے اور اپنا دھیان و گیان و توجہات اور معروضات اللہ تعالیٰ تک پہنچانے میں بہر دو اعتبار، رسول اکرم ﷺ کی محتاج ہے۔

www.ziaetaiba.com

اب مخلوق کی ذمہ داری ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کی ثنا و مدح میں مصروف عمل ہوں، کیونکہ اللہ رب العزت عز اسمہٗ خود اپنے محبوب کی تعریف فرماتا ہے رحمتیں اور سلامتی بھیجتا ہے۔ تو اگر ہم اللہ تعالیٰ کے محبوب کی نعت و منقبت بیان کریں گے تو اللہ تعالیٰ راضی اور خوش ہو گا۔

- اللہ کے محبوب کی تعریف کرنا ہی میلاد ہے۔
- اللہ کے محبوب کا ذکر کرنا ہی میلاد ہے۔
- اللہ کے محبوب پر درود سلام بھیجنا ہی میلاد ہے۔
- اللہ کے محبوب کی سنت پر عمل کرنا ہی میلاد ہے۔
- اللہ کے محبوب کی احادیث پڑھنا ہی میلاد ہے۔
- اللہ کے محبوب کا حسن وجمال بیان کرنا ہی میلاد ہے۔
- اللہ کے محبوب کے معجزات بیان کرنا ہی میلاد ہے۔
- اللہ کے محبوب کی تخلیق کے واقعات بیان کرنا ہی میلاد ہے۔
- اللہ کے محبوب کا نسب شریف بیان کرنا ہی میلاد ہے۔
- اللہ کے محبوب کی تشریف آوری کا بیان کرنا ہی میلاد ہے۔
- اور بارہ ربیع الاول کو عید اکبر سمجھنا ہی میلاد ہے۔

قابل مبارکباد ہیں وہ عاشقانِ مصطفی ﷺ جو آقائے دو جہاں، سرور مرسلاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری اور اس دنیا میں جلوہ گری کا جشن مناتے ہیں اور خود بھی مسرت حاصل کرتے ہیں اور عالم اسلام کی شادمانی کا سامان بھی کرتے ہیں۔

میلادالنبی ﷺ عقیدہ توحید کے استحکام کا ذریعہ:

قارئین محترم یہ حقیقت ہے کہ میلاد شریف کا انعقاد سنت الٰہیہ ہے اور اس کے منانے سے عقیدۂ توحید مستحکم ہوتا ہے، اس لیے کہ ہمارا خالق، کائنات کا خالق، پیارے مصطفی کریم ﷺ کا خالق، یکتا، وحدہٗ لاشریک ہے، معبود ہے، مسجود ہے۔ ہم اس کی عبادت کرتے ہیں اسی کو سجدہ کرتے ہیں، ہمارے آقا مدنی

تاجدار ﷺ نے بھی اسی کو سجدہ کیا اگر سجدۂ عبودیت کسی اور کو ہو گا تو شرک ہو گا جس سے عقیدہ توحید پر زد پڑتی ہے، اسی لیے امت کو شرک سے بچانے کے لیے آقائے کائنات نے واضح فرمادیا کہ تمام تر عظمتوں اور کمالات و معجزات کے باوصف تم کبھی مجھے سجدۂ عبودیت ہی نہیں سجدۂ تعظیمی بھی نہیں کروگے [1]

اور یہ تعلیم بھی عطا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ہے باقی مخلوق ایک سبب کے تحت ماں، باپ اور اولاد بنتے ہیں۔ کوئی یہ دعویٰ نہیں کرے گا کہ "میرا باپ یا ماں نہیں، میں یونہی خود بخود پیدا ہو گیا، میرا کوئی پیدا کرنے والا نہیں" یہ قول شرک ہے اور اس سے بھی عقیدۂ توحید پر زد پڑتی ہے، اسی لیے ہمارے پیارے آقا ﷺ نے ہماری عقلوں کو راہ راست پر رکھنے کے لیے واضح فرمایا کہ میں لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ کا مظہر ہوں، "جو کسی سے پیدا نہیں ہوا اور جس کی کوئی اولاد نہیں" وہ تو صرف اور صرف پروردگار عالم اللہ تعالیٰ ہے۔ [2]

میں تو پیدا ہوا ہوں میرے نسب کا بھی ذکر کرو اور میری ولادت کا بھی ذکر کرو اور میری ولادت کے یوم اور وقت کا بھی ذکر کرو۔ [3]

اس عمل کے نتیجے میں عقیدۂ توحید مستحکم ہو گا اور شرک کا خطرہ ٹل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کسی سے پیدا نہیں ہوا، اس کا میلاد نہیں ہوتا۔ حضور سید عالم ﷺ پیدا ہوئے ہیں اس لیے آپ ﷺ کا میلاد منایا جاتا ہے، اس طرح میلاد منانے والے اپنے عمل سے یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہمارے آقا ﷺ خدا نہیں، خدا تک پہنچنے کا وسیلہ ہیں۔ آپ ﷺ مخلوق کے حاجت روا ہیں، انبیاء و

1۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، صحیح البخاری، دوم: ۲۴۹۔ ۲۸۳۔

2۔ القرآن الکریم، پارہ ۳۰، سورۃ الاخلاص آیات ۳۔ ۴۔

3۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، مسلم شریف / خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ، مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۹۔

www.ziaetaiba.com

مرسلین علیہم السلام کے بھی حاجت روا ہیں، سب آپ کے محتاج ہیں، مگر آپ ﷺ رب تعالیٰ کے محتاج ہیں۔

وہ خدا نہیں بخدا نہیں وہ مگر خدا سے جدا نہیں
وہ ہیں کیا مگر وہ کیا نہیں یہ محب، حبیب کی بات ہے [1]

کائنات و موجودات کا شرف بہ اعتبار تخلیق یہ ہے کہ حبیب خدا کے مرہونِ منت ہیں۔ اس میں سب ہی داخل ہیں۔ جبکہ مسلمان کا یہ شرف بڑا باعث عظمت ہے (جس کی نہ تو مثال ہے نہ ہی لفظوں میں بیان کی احتیاج) کہ رسول اکرم محبوب معظم ﷺ ہی کی وجہ سے وجود بھی ہے اور عرفان الٰہی بھی حاصل ہے یعنی نعمت حیات، نعمت اسلام اور پھر دائمی و ابدی جنت کی نعمتیں یہ سب حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ کے صدقے سے ہے۔ اس کی تفصیل کو اجمالاً یوں کہہ سکتے ہیں کہ مقصود کائنات اور ایمان بلکہ ایمان کی روح نبی آخری الزماں سرور مرسلاں ﷺ کی ذات ہے۔

اللہ کی سرتابقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
اور ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ [2]

قارئین کرام! ہر انسان کی تخلیق میں اور کل مادّی و غیر مادّی کائنات کی تخلیق میں ''نور مصطفوی ﷺ '' ہی جوہر کے طور پر کارفرما ہے۔ اور اسی جوہر

1۔ حضرت منور بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، نعتیہ کلام۔
2۔ امام احمد رضا مجدد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، حدائق بخشش۔

یعنی اپنی اصل کی معرفت کا حکم دیا گیا ہے جو اپنی حقیقت کو سمجھے اور اس کے اظہار کے لیے انہوں نے طریقے اور ضابطے وضع کیے۔ اللہ تعالیٰ بھی یہی چاہتا ہے کہ میرے محبوب کے طریقے پر چلو۔ میرے محبوب کا ذکر کرو۔ [1]

وابستگی کا تقاضا:

حضور سید عالم ﷺ سے وابستگی کا تقاضا یہ ہے کہ والہانہ محبت کا اظہار کیا جائے۔ اطاعت و اتباع کی جائے۔ قرون اولیٰ میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اپنی عادات ترک کر دیں۔ اپنی تہذیب کو چھوڑ دیا، اصحاب رسول نے سرور کائنات ﷺ کی مبارک عادات کو اپنایا، جو تہذیب اور ثقافت سیدنا محمد الرسول اللہ ﷺ نے تشکیل دی بس اسی کو زندگی کا لازمہ سمجھا اور اپنے اہل خانہ کو بھی اسی پر چلایا۔ وابستگی کے تقاضے "عشقِ رسول و اطاعتِ رسول ﷺ " ہیں۔ عید میلاد النبی ﷺ کا جشن بھی وابستگی رسول کے تقاضے کا اظہار ہے اور سب سے بہتر اظہار ہے کہ اس اظہار مسرت میں مسلمان ایک دوسرے کو عید میلاد کی مبارکباد پیش کرتے ہیں جو پیغام محبت ہے اور اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں کی اصل "نعمت کبریٰ" پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کلمات تشکر و سپاس پیش کئے جاتے ہیں۔ عید میلاد النبی ﷺ کا جشن، حمد الٰہی جل جلالہٗ اور نعت محمدی ﷺ کا حسین و دلکش امتزاج ہے۔

ہم اب سطور ذیل میں اپنے مضمون کے اس حصے پر آتے ہیں کہ اپنے محترم قارئین کو "دہشت" اور دہشت گردی" کی اصطلاحات جو عربی۔ انگریزی اور اردو میں مستعمل ہیں، اس کے مطالعہ کی دعوت دیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہو گا کہ "دہشت" کسے کہتے ہیں؟

1۔ القرآن الکریم۔

عربی زبان و ادب میں "دہشت" کا کلمہ زمانۂ قدیم سے رائج و مستعمل ہے۔ علامہ ابن منظور افریقی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں،

دهش: الدَّهَشُ: ذهاب العقل من الذَّهَلِ، دَهِشَ دَهَشاً فهو دَهِشٌ، ودُهِشَ، فهو مدهوش وأَدْهَشَه الله، وَدَهِشَ الرّجل [1]

ترجمہ: حیرانی کے باعث عقل کا چلے جانا، اور بطور فعل مجہول (دُهِشَ) "حیران ہو جانا" اور اس کا اسم مفعول "مدھوش" ہے۔ دَهِشَ الرَّجُلُ: "آدمی حیرت زدہ ہو گیا۔" اور بطور بد دعا یوں مستعمل ہے "اللہ اسے دہشت زدہ کرے"

دَهِشَ، دَهَشًا و دُهِشَ: حیران ہونا

صفت: (دَهِشٌ وَمَدْهُوشٌ وَدَهْشَانٌ)

دَهَّشَه وَاَدْهَشَه۔ حیران کرنا۔ مدہوش کرنا[2]

(دهش) کلتف متحیر و عقل رفتہ (مدھوش) بیخود و حیران متحیر و سرگشتہ یا عقلش برفت از فراموشی یا از بیخودی۔ [3]

اردو زبان و ادب میں بھی تقریباً یہی معنیٰ و مفہوم بیان ہوا ہے۔ بخوف طوالت اس سے گریز کرتے ہیں۔ تاہم راقم اپنا مطالعہ کا خلاصہ اور نتیجہ نذر قارئین کرنا چاہتا ہے۔

www.ziaetaiba.com

1۔ علامہ ابن منظور افریقی رحمۃ اللہ علیہ، لسان العرب، ۴: ۴۲۷۔

امام محمد بن ابی بکر عبد القادر رازی رحمۃ اللہ علیہ، مختار الصحاح: ۳۰۶۔

2۔ المنجد: ۳۴۱..... مصباح اللغات: ۲۵۳۔

3۔ عبد الرحیم بن عبد الکریم صفی پوری، منتہی الارب فی لغات العرب، ۲: ۵۴۔

- ایک شخص کا دوسرے شخص پر ظلم کرنا بھی "دہشت" ہے۔
- ایک شخص کا دوسرے شخص کو بے سکون کرنا بھی "دہشت" ہے۔
- ایک شخص کا دوسرے شخص کو حیران کر دینا بھی "دہشت" ہے۔
- ایک شخص کا دوسرے شخص کو خوفزدہ کر دینا بھی "دہشت" ہے۔
- ایک شخص کا دوسرے شخص کو دھمکانا بھی "دہشت" ہے۔
- ایک شخص کا دوسرے شخص کو گھور کر دیکھنا بھی "دہشت" ہے۔
- ایک شخص کا دوسرے شخص کے معمولات میں دخل اندازی کرنا بھی "دہشت" ہے۔
- ایک شخص کا دوسرے شخص کے لیے ناگواری کا اظہار بھی "دہشت" ہے۔

انگریزی زبان وادب میں "دہشت (TERROR)" کا مفہوم

انگریزی زبان و ادب میں "دہشت (TERROR)" کا مفہوم بتاتے ہوئے جارج نارمن گارمنزوے (George Norman Garmonsway) لکھتے ہیں،

TERROR: Very great fear; object causing this; (call) nuisance, troublensome, unmanageable person; reign of t. period of rule by one who crushes opposition by constant violence or threats.[1]

ترجمہ: بہت شدید خوف پیدا کرنے والی چیز "دہشت" ہے۔ کال کے بقول ایسا انسان جو ناقابل برداشت ہو لوگوں کے لیے پریشانی کا باعث ہو۔ وہ زمانہ جو

1۔ George Norman Garmons Way, the moderen English Dictionary, Galley press 1977 , Balgaria Pg. 784۔

www.ziaetaiba.com

دہشت پیریڈ (دور) کہلاتا ہے جب اپنے مخالفین کے زور کو تشدد کے ذریعے توڑا گیا۔ دھمکانے والے شخص کو بھی "دہشت" گرد کہتے ہیں۔

TERRORIST: one who seeks political ands by terrorism; Portisan, member of a resistance organization or guerrilla force using acts of violence.[1]

ترجمہ: ایسا شخص جو سیاست میں دہشت گردی کے ذریعے شامل ہوتا ہے، یا کسی ایسی تنظیم کا حصہ یا گوریلا تنظیموں کا حصہ ہو جو دہشت گردی اور جبر و تشدد کے طریقے استعمال کرتی ہو۔

TERROR: ہوّا، دہشت، ھول، بلا، شدید، فوری

غلبہ پانے والا خوف یا دہشت یا اس کی کوئی مثال؛ سخت ڈر کا باعث، (جیسے: To be a terror to evil doers) دہشت انگیزی یا ہیبت جو ڈرانے دھمکانے کے لیے پیدا کی جائے (جیسے To rule by terror)، خوف اور دہشت کا زمانہ یا پروگرام جو سیاسی دشمنوں یا دہشت پسندوں کی طرف سے پیدا شدہ ہو۔ (بول۔ چال) کوئی چیز یا شخص جو خاص طور پر خوفناک یا ناخوشگوار ہو، تکلیف دہ؛ وبال جان۔[2]

TERRORIST

تخویف پسند، دہشت پسند، جو حکومت یا اہل ملک کو دہشت انگیز طریقوں سے مرعوب یا مغلوب کرتا ہو، دہشت کار، دہشت گرد۔[3]

1۔ المرجع السابق۔

2۔ Qumi English, Urdu Dictionary, Islamabad, 2002 pg. 2061

3۔ Qumi English, Urdu Dictionary, Islamabad, 2002 pg. 2061

دی نیو اسٹینڈرڈ انسائیکلوپیڈیا میں ایک برفانی چٹان کو TERROR کہا گیا

Extinct volcano of Ross Island, Antarctica. It is 11,000 ft. high and was named after the ship of Sir James Ross who discovered it in 1841.[1]

ترجمہ: جزیرہ ”روس“ انٹارکٹیکا میں گیارہ ہزار فٹ بلند ایک چٹان کو کہتے ہیں، جسے سر جیمز روس نے ۱۸۴۱ء میں دریافت کیا۔

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مائیکروپیڈیا کے پندرھویں ایڈیشن میں Terror (دہشت) کے بارے میں تحریر ہے

Terror, Reign of, also called the Terror, French la Terreur, the period of the French Revolution from sept.5, 1793, to July 27, 1794 (9 Thermidor years II.) Caught up in civil and foreign war, the Revolutionary government decided to make "TERROR" the order of the day (September 5 decree) and to make harsh measures against those suspected of being enemies of the Revolution (nobles, priests, hoarders). In Paris a wav of executions followed. In the provinces, representatives on

1۔ The New Standard Encyclopaedia and World Atlas, Bombay 1936, Pg. 1208

mission and surveillance committees instituted local terrors. The terror had an aconomic side embodied in the maximum, a price-control measure demanded by the lower classes of Paris, and a religious side that was embodied in the program dechristianization pursued by the followers of Jacques Hebert.

During the Terror, the committee of public safety (of which Robespierre was the most mprominent member) exercised virtual dictatorial control over French government. In the spring of 1794, it eliminated its enemies to the left (the Hebertists) and to right (the indulgent, or followers of Georges Dantaon). Still uncertain of its position, the committee obtained the law of 22 prairial year II (June 10, 1794), which suspended a suspect's right to public trial and to legal assistance and left the jury only a choice between acquattal and death. The Terror that followed, in which about 1,400 persons were executed, contributed to the fall of Robespierre on July 27 (9 Thermidor.)

During the reign of Terror, at least 300,000 suspects were arrested; 17,000 were officially executed, and many died in prison or without trial.

Gironde defeat and statistical study 7:654e Paine's writings and imprisonment 13:868h. Robespierre's revolutionary Puritanism 15:909c.[1]

ترجمہ: دہشت گردی کا راج جسے دہشت کا غلبہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ فرانس کے انقلاب سے تعبیر کیا جاتا ہے جو ۵ ستمبر ۱۷۹۳ء سے ۲۷ جولائی ۱۸۹۴ء کے عرصہ پر محیط ہے۔ اسی انقلاب فرانس کے نتیجے میں دہشت گردی کی اصطلاح سب سے پہلے استعمال کی گئی اور یہیں سے بغاوت کا آغاز ہوا۔ شہریوں اور غیر ملکیوں کو ایک جنگ کے نتیجے میں قید کر لیا گیا تھا۔ انقلاب کے دشمن کو دہشت گرد کہا جاتا تھا(خواہ وہ معززین ہوں، پیشوائے دین یعنی پادری ہوں یا پھر دولت مند لوگ) پیرس میں بھی اس طرح کی جنگ اور قتل و غارتگری کا آغاز ہوا۔ شاہی نمائندوں ن ے بھی اس میں حصہ لیا۔ معاشی پہلو بھی دہشت کا باعث ہوتا ہے اس لیے نچلے طبقے کی طرف سے قیمتوں پر کنٹرول کا تقاضا کیا گیا اور اسی تناظر میں ایک مذہبی تحریک کی بھی بنیاد رکھی گئی جو عیسائیت کی تعلیم کے تعاقب کا پروگرام رکھتی تھی اور تحریک سے تعلق رکھنے والے "جیکس ہیبرٹ" کے پروکار تھے۔

اسی دہشت راج کے وقت میں عوام کے تحفظ کے لیے ایک کمیٹی بنائی گئی (جس میں "روبیسپیری" کو اہم نمائندے کی حیثیت حاصل تھی) اس نے تحریک چلائی اور ان پر آمرانہ حکومت کی اور فرانس گورنمنٹ کو کنٹرول کر لیا۔ ۱۷۹۴ء کے موسم بہار میں اپنے دشمنوں کو مجبور کر دیا یعنی بائیں بازو سے متعلق (ہیبرٹسٹ) اور دائیں بازو سے متعلق (یعنی بامروت نرم لوگ جو جارج ڈانٹن کے پیروکار تھے) لیکن کمیٹی ان سب کے باوجود قانون (Law of Prairial Year 11) کو

1- Encyclopedia Britanica (Micropedia 15th Edition) Vol IX Pg. 904

برقرار رکھا۔ ۱۰ جون ۱۷۹۴ء میں ان مجرموں کو پبلک ٹرائیل (عوامی عدالت) کے لیے پیش کیا گیا اور جیوری (عدلیہ) کو فیصلہ کا اختیار دیا گیا کہ یا تو موت کا فیصلہ یا پھر ان کی (باغیوں) کی بات مان لی جائے۔ اس دوران ایک ہزار چاسو(1400)افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ ۲۷ جولائی کو "روبیسپیری" معزول ہو گیا۔

دہشت راج میں تین لاکھ افراد گرفتار ہوئے، جن میں سے سترہ ہزار(۱۷۰۰۰) افراد کو سرکاری طور پر پھانسی دی گئی جبکہ اکثر افراد جیلوں میں بغیر مقدمہ چلے ہی مر گئے۔

(حوالہ: گرونڈے کی شکست اور حکمت عملی کا مطالعہ، ۷: ۶۵۴، پیپز کے مضامین اور گرفتاریاں، ۱۳: ۸۶۸۔ روبیسپیری کی تحریک اور اندرونی ڈھانچہ، ۱۵: ۹۰۹)

Terrorism, the systematic use of terror (such as bombings, killings, and kidnapings) as a mean of farcing same political objective. When used by a government, it may signal efforts to stifle dissent; used by insurrectionists or guerrillas, it may be part of an overall effort to effect desired political change.

Guerrilla tactics and objectives 8:461h

Russian Pre-Marxist socialism 16:969a.[1]

1۔ المرجع السابق۔

ترجمہ: دہشت کے طریقۂ کار کا استعمال "دہشت گردی" کہلاتا ہے (جیسا کہ بمباری، قتل، اور اغوا) جیسا کہ سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے کیا جاتا ہے۔ جب کسی بھی حکومت نے دہشت گردی کا استعمال کیا تو کبھی کسی کو شکست دینے یا گوریلا جنگ کو ختم کرنے کے لیے۔ دہشت گردی کا یہ عمل اس کوشش کا حصہ ہوتا ہے کہ سیاسی تبدیلی لائی جائے۔ (حوالہ: گوریلا جنگ کی حکمت عملی اور مقاصد، ۸: ۴۶۱، روس کا ابتدائی مارکس سوشلزم، ۱۶: ۹۶۹)

ملینئیم انسائیکلوپیڈیا کے مطابق:

TERRORISM:

The use of violence and intimidation to achieve an objective that is usually, but not always political. This may involve the capture or assassination of members of a government or organization who are known to be antagonistic to the terrorists' cause; alternatively, the targets may be members of the public, who have no connection with the cause involved. In the latter case the motive is usually an attempt to generate publicicty ghrough outrage, or to put pressure on governments by arousing public alarm and concern. Indiscriminate shooting, bombing, hostage-taking, kidnapping, and hijacking of public vehicles or aircraft are all part of the terrorist's

www.ziaetaiba.com

armoury. Such acts may range from cowardly shootings-in-the-back, involving the perpetrators in little or no risk, to the activities of suicide bombers, who invariably perish in their acts of defiance. The psychology of terrorists clearly varies widely; while in some cases their behaviour defies rational understanding. Other groups can be seen to have made a culculating use terrorist mathods as part of a political strategy and to have disbanded when these objectives were achieved. A third category of terrorist., it may be argued, are those for whom killing has become a way of life in spite of the politically counterproductive effects of their outrages (e.g. the ☆ Irish Republican Army). Terrorist gourps whose motivation is not strictly political include those motivated by racism (e.g. The Nazi & Brownshirts the US☆Kii Klux Klan) and those for whom a religious belief or extreme minority cause (e.g. militant ☆ animal rights movements) provide the justification for killing.

The containment of terrorism is usually extremely difficult, and many of the organizations are sufficiently well financed (often by sources outside their

www.ziaetaiba.com

own countries) to be able to buy weapons and achieve a clandestine security. International collaboration against terrorism has not proved effective, largely because of the diversity of their causes and the fifferent interests of the governments and police authorities involved.[1]

(ترجمہ) کسی بھی قسم کی دخل اندازی یا مداخلت جو کہ مقصد کے حصول کے لیے خواہ وہ سیاسی ہو یا غیر سیاسی۔ سیاسی لوگوں کا قتل بھی اس میں شامل ہے اس کے علاوہ وہ لوگ جو مخالفین میں شمار ہوتے ہیں۔ اس کا نشانہ نہ صرف حکومت کے لوگ بلکہ عام نمائندگان عوام بھی ہو سکتے ہیں جن کا ان سب دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کے علاوہ بعض اوقات صرف مشہور ہونے کے لیے بھی بعض لوگ دہشت گردی کو اپنا لیتے ہیں۔ کبھی کبھار حکومت کو زیر کرنے کے لیے ان کو دبانے کے لیے بھی دہشت گردی کو آلہ کار بنایا جاتا ہے۔ لوگوں میں افواہیں پھیلا کر بھی دہشتگردی کے عنصر کو ابھارا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ تاک کر مارنا یا Target Killing، ہدف لے کر مارنا، بمباری یرغمال بنا کر مطالبۂ تاوان کرنا اور عوامی گاڑیوں یا ہوائی جہاز کا اغوا بھی اسی دائرے میں آتے ہیں۔ اسی طرح بزدلانہ طور پر حملہ کرنا، چھپ کر حملہ کرنا یا پھر خود کش حملہ آور بھی اسی دائرۂ کار میں آتے ہیں جو کہ خود کو اس عمل میں حق بجانب تصور کرتے ہیں۔

دہشت گردوں کی نفسیات بھی ایک سی نہیں ہوتی بلکہ یہ مختلف ہوتی ہے۔ کچھ میں محض اشتعال انگیزی ہوتی ہے تو بعض باقاعدہ Planning کر کے

1۔ ملینئیم انسائیکلوپیڈیا صفحہ ۱۲۳۳۔

ہر چیز کو Calculate کرتے ہیں۔ اور دہشت گردی کے طریقوں میں سیاسی حکمت عملی بھی داخل ہے جس کے نتیجے میں اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے کسی کو موڑ دیا جائے۔

تیسرے قسم کے دہشت گردوں کا تعلق ان لوگوں سے ہے جو محض عادتاً یا شوقیہ ایسا کرتے ہیں اور ان کی زندگی کا مقصد یہی ہوتا ہے اور وہ لوگ جو اپنے سیاسی عزائم کی عدم تکمیل کی بنا پر اظہارِ رقابت کرتے ہیں اور وہ لوگ جو خود کو دوسروں سے بہتر اور ممتاز سمجھ کر اپنی دانست میں کمتر لوگوں کو دہشت زدہ کرتے ہیں (جیسے کہ جرمنی کے نازیوں کے اقدامات)

دہشت گردی کی کوئی ایک واضح تعریف کرنا انتہائی مشکل ہے اور اکثر دولت کے ذریعے خریدے ہوئے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ پیسہ کے لیے غیر ملک سے پیسہ لینے سے بھی دریغ نہیں کرتے، اور وہ ہتھیار کی خرید و فروخت کرتے ہیں اور پناہ گزینوں کی صف میں شامل ہو جاتے ہیں یعنی سیاسی تحفظ۔

ابھی تک بین الاقوامی سطح پر دہشت گردی کو کنٹرول اس لیے نہیں کیا جاسکا کیونکہ اس کی بہت سی وجوہات بالکل جدا جدا اور منفرد ہوتی ہیں اس کا دائرہ کار لامحدود ہے۔ انکے مقاصد بھی الگ الگ ہیں۔

آکسفورڈ کنسائزڈ ڈکشنری کے مطابق Terror کی تعریف:

TERROR: 1) Extreme Fear. 2) A person or thing that Causes Terror. B: (Aslo holy terro) colloq. a formidable person; a troublesome person or thing (the twins are little terrors). 3) The use of organized

intimidation; terrorism. regin of terror a period of remorseless repression or bloodshed, esp. a period of the French Revolution 1793-4. TERROR- STRICKEN (or struck) affected with terror. [ME f. of terrour f. L terror - oris f. terrere frighten]

TERRORIST: A person who uses or favours violent and intimidanting methods of coercing a government or community.[1]

:Fallon's Eng. to Urdu Dictionary

Terror: دہشت۔ ہیبت، خوف، ڈر، ڈراوا، ہوّا، بھچکاگ، خائف، خوفزدہ

Regin of Terror: ظلم کا زمانہ

Terrorism: دہشت پسندی، تخویف پسندی

Terrorist: دہشت پسند[2]

Definitaion of Terrorism:

From Wikipedia, the free encyclopedia

Few word are as politically or emotionally charged as Terrorism. A 1988 study by the US Army counted 109 definitions of terrorism that covered a total of 22 different definitional elements. Terrorism expert Walter Laqueur in 1999 also has counted over 100

Oxford Concise Dic. pg. 1261-1

Fallon's Eng.to Urdu Dictionary pg. 969-2

definitions and concludes that the "Only general characterisitc generally agreed upon is that terrorism involves violence and the threat of violence". For this and for political reasons, many news sources avoid using this term, opting instead for less accusatory words like " bombers", "militants", etc.

TERRORISM is a crime in many countries and is defind by statute (see below for particular definitaions). Common principles amongst legal definitions of terrorism provide an emerging consensus as to meaning and also foster cooperation between law enforcement personnel in different countries.

Among these definitions, several do not recoginize the possibility of the legitimate use of violence by civilians against an invaderin an occupied country, and would thus label all resistance movements as terrorist groups. Others make a distinction between lawful and unlawful use of violence. Russia for example includes in their terrorist list only those organizations which represent the greatest threat to their own security. Ultimately, the distinction is political judgment.

www.ziaetaiba.com

It has also been argued that the political use of violent force and weapons that deliberately target or involve civilians, and do not focus mainly on military or government targets, is a common militant, terrorist, or guerilla tactic, and main defining feature of these kinds of people. Most governments and “legitimate” military leaders do not openly attempt to use civilians as shields or aim at them during times of political conflict.

Whereas the definition of a terrorist can specify that a militant or a militant group has the criminal intent, planning, and actions to violently use civilian targets and civilian shields for political and economic ends.

As terrorism ultimately involves the use or threat of violence with the aim of creating fear not only to the victims but among a wide audience, it is fear which distinguishes terrorism from both conventional and guerrilla warfare. While both conventional military forces may engage in psychological warfare and guerrilla forces may engage in acts of terror and other forms of propaganda, they both aim at military victory. Terrorism on the other hand aims to achieve political or other goals, when direct military victory is not possible.

www.ziaetaiba.com

This has resulted in some social scientists referring to guerrilla warfare as the "weapon of the weak" and terrorism as the "weapon of the weakest".[1]

(ترجمہ وخلاصہ) چند الفاظ سیاسی یا جذباتی طور پر دہشت گردی کے میں آتے ہیں ۱۹۸۸ء میں US آرمی کی تحقیق شماری کے مطابق تقریباً دہشت گردی کی ۱۰۹ تعریفیں جو کہ (۲۲ مختلف اجزاء کی طرف نشاندہی کرتی ہیں) یا ۲۲ پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہیں۔ زبان دانی کے ماہر جناب والٹر(Waltor) نے بھی ۱۹۹۹ء میں نے بھی ۱۹۹۹ء میں تقریباً ۱۰۰ کے قریب تعریفوں کو سامنے رکھا ہے اور نتیجہ اخذ کیا ہے کہ دہشت گردی نام ہے قانون کے خلاف ورزی یا تشدد کی دھمکی دینے کا۔ اور اسی سیاسی وجہ سے اکثر نیوز میڈیا اس لفظ کے استعمال سے گریز کرتے ہیں۔ اور اس کی جگہ جنگجو اور مجاہدین یا بمبرز جیسے الفاظ کا انتخاب کرتے ہیں۔

دہشت گردی اکثر ممالک میں عام جرم کا درجہ رکھتی ہے قانونی طور پر اور دہشت گردی کی اس قانونی تعریف کیوجہ سے بہت سے تفکرات نے سر ابھارنا شروع کردیا۔ اور ان تعریفوں کی روشنی میں بہت سی سیاسی شخصیات اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے درمیان کشید گی بڑھ گئی مختلف ممالک میں۔

درج بالا وجوہات کی بناپر عام شہریوں کی اکثریت ان تعریفوں کو قانونی طور پر تسلیم نہیں کرتی خاص کر جب کوئی بیرون ملک کا حملہ آور سامنے ہو کسی مقبوضہ ملک پر، اور ان مقابلہ کرنے والی تنظیموں پر دہشت گردی کا لیبل چسپاں کردیا جاتا ہے۔

1۔ Wikipedia, The free encyclopedia (Internet)۔

جبکہ باقی ماندہ قانونی اور غیر قانونی کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں مثلاً روس دہشت گردی کی صف میں صرف ان عناصر کو شامل کرتا ہے جو خود ان کی حکومت یا مفادات کے لیے خطرہ ہوتے ہیں۔

نتیجتاً اس تفریق کا دارومدار سیاسی مفادات پر منحصر ہے۔ اس بات پر بھی کڑی نکتہ چینی کی جاتی ہے یا بحث کی گئی ہے کہ سیاسی دہشت گردی اور سیاسی طور پر ہتھیاروں کا استعمال کر کے عام شہریوں کو اس کا نشانہ بنانا وہ بھی جان بوجھ کر تو جائز سمجھا جاتا ہے لیکن جب یہی چیز کوئی عام شہری کوئی Gorila تنظیم حکومت مخالف کرے تو وہ دہشت گردی کی صف میں کھڑا کر دیا جاتا ہے۔

سیاسی مخالفتوں کے دوران ان عام مسلح گروپس کو یا شہریوں کو اپنی ڈھال کے طور پر کھل کر استعمال نہیں کیا جاتا۔ جہاں تک دہشت گردی کی تعریف کا تعلق ہے تو یہ اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ کوئی بھی مجاہد یا شہری تنظیم یا ادارہ اگر یہ سب کرے تو وہ دہشت گرد ہے یا مجرم ہے۔

دہشت گردی نہ صرف تشدد کا نام ہے بلکہ اس کے ذریعے کسی مخصوص شخص کو یا پھر اپنے حلقے کو خوف زدہ کرنا ہوتا ہے۔

Webter's New International Dictionary defines terrorism as the "act of terrorizing, or state of being terrorized; specif: a) The system of the Reign of Terror. b) A mode of governing, or of opposing government, by intimidation. c) Any policy of intimidation.

The definition of the termin the Oxford Concise Ditionary of Politics (2nd edition) begins:

www.ziaetaiba.com

"Term with no agreement amongst government or academic analysts, but almost invariably used in a pejorative sense, most frequently to describe life-threatening actions perpetrated by politically motivated self-appointed sub-state groups. [1]

ترجمہ: دہشت گردی عمل ہے دہشت پھیلانے کا یا خوف زدہ ہونے کا یا اپنے مخالفین کو دبانے کا حکومتی سطح پر یا حکومت کی طرف سے یا حکومت مخالف کی جانب سے۔

دہشت گردی دراصل ایک ایسی اصطلاح ہے جس کا کوئی معاہدہ کسی بھی حکومت یا کسی نجی ادارے کی طرف سے تجزیہ کیا گیا ہو۔ بلکہ یہ ایک وسیع دائرے کار میں آتا ہے جس کا اصل مقصد زیادہ تر لوگوں کا جانی نقصان کی دھمکیاں دینا خواہ یہ کسی حکومتی سطح پر ہے یا اس کے کوئی سیاسی عزائم ہوں یا پھر کوئی بھی گروپ جس کا مقصد دہشت گردی پھیلانا ہو جس کو ہم خودکار طور پر مقرر کردہ یا کسی ملک کے نجی گروپس خواہ ان کا مقصد سیاسی نتائج حاصل کرنا ہو شامل ہیں۔

The American Heritage Dictionary defines terrorism as "The unlawful use or threatened use of force or violence by a person or an organized group against people or property with the intention of intimidating or coercing societies or governments, often for ideological or political reasons." [2]

1۔ Wikipedia, The free encyclopedia (Internet)

2۔ Wikipedia, The free encyclopedia (Internet)

(ترجمہ) امریکن ہیریٹیج ڈکشنری کے مطابق ایسے غیر قانونی دہشت گردی عزائم جو کسی نظریہ کو حاصل کرے خواہ وہ سیاسی ہو یا اور کوئی بزور طاقت حاصل کرنے کی کوشش کی جائے چاہے اس میں کوئی فرد یا ادارہ ملوث ہو جس کا مقصد معاشرے کو یا حکومت کو متاثر کرنا ہو اسے دہشت گردی کا نام دیا جائے گا۔

The Online Etymology Dictionary refers to terroism as the "Systematic use of terror as a policy" and describes the word's origin in the specific sense of "government intimidation during the Reign of Terror in France".[1]

(ترجمہ) دہشت گردی باضابطہ دہشت پھیلانے کا نام ہے جس کی باقاعدہ پالیسی بنائی گئی ہو جیسا کے انقلابِ فرانس کے دوران ہوا۔

United Nations:

While the United Nations has not yet accepted a definition of terrorism, the UN's academic consensus definition," written by terrorism expert A.P. schmid and widely used by social scientists, runs:

Terrorism is an enxiety inspiring method of repeated violent action employed by (semi-) clandestine individual, group or state actors, for idiosyncratic, criminal or political reasons, whereby in contrast to

1۔ ...do...

assassination – the direct tragets of violence are not main targets. The immediate human victims of violence are generally chosen randomly (targets of opportunity) or selectively (representative or symbolic targets) from a target population and serve as massage generatiors. Threat and violence-based communication process between terrorist (organization), (imperilled) victims, and main targets are used to manipulate the main target (audience(s)), turning it into a target of terror, a target of demands, or a target of attention, depending on whether intimidation, coercion,or propanganda is primarily sought" (Schmid, 1988).

UN short legal definition, also proposed by A.P.Schmid: an act of terrorism is the "peacetime equivalent of a war crime."

On March 17, 2005, a UN panel described terrorism as any act "intended to cause death or serious bodily harm to civilians or non-combatants with the purpose of intimidating a population or compelling a government or an international organization to do or abstain from doing any act".

the General Assembly resolution 49/60 (http://www.un.org/documents/ga/res/49/a49r06

www.ziaetaiba.com

0.htm), adopted on December 9, 1994, contains a provision describing terrorism:

Criminal acts intended or calculated to provoke a state of terrorin the general public, a group of persons or particular perosns for political purposes are in any circumstance unjustifiable, whatever the consideration of a political, philosophica, ideological, racia, ethnic, religious or any other nature that may be invoked to justify them.(۴۸)

(ترجمہ و خلاصہ) United Nation کے مطابق اس نے ابھی تک دہشت گردی کی تعریف قبول نہیں کی ہے پھر بھی یہ کہا جاتا ہے کہ دہشت گردی دراصل نام ہے اضطرابی کیفیت کا جس کے ذریعے تشدد کے عمل کو بار بار دہرایا جائے یہ عمل ایک فرد یا کوئی گروہ کی شکل میں بھی ہو سکتا ہے اس کے مقاصد مجرمانہ بھی ہو سکتے ہیں اور سیاسی بھی جن لوگوں کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا جاتا ہے وہ دراصل خود دہشت گردی کا مقصد نہیں ہوتے بلکہ وہ کسی عزائم کو پورا کرنے کا ذریعہ ہوتے ہیں اور جن لوگوں کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا جاتا ہے ان کو اچانک نشانہ بنایا جاتا ہے یا مخصوص لوگوں کو بھی دہشت گردی کا نشانہ بنایا جاتا ہے جس کا مقصد کسی بڑے ادارے یا گروپ کو متاثر کرنا ہوتا ہے۔ درجہ بالا تعریفیں A.P.Schmid جو کہ ایک دہشت گرد ماہر ہے اس نے کی ہیں۔ U.N کی طرف سے جو ایک قانونی تعریف ہے A.P. Schmid کے مطابق دہشت گردی ایک ایسا عمل ہے جو کہ امن کے دنوں میں جنگ کا سماں پیدا

کردے۔ 17 مارچ کو UN پینل نے دہشت گردی کے بارے میں کہا کہ یہ ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے لوگوں کو موت کے گھات اتارا جاتا ہے یا لوگوں کو جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا جائے جس کا مقصد کسی بھی انفرادی ادارے کو یا کسی حکومت کو متاثر کرنا ہو۔ جنرل اسمبلی ۶۰/ ۴۹ کے تحت ایک ایسا مجرمانہ عمل جس کے ذریعے کسی ادارے، قوم یا ملک کو دہشت گردی کے لیے ابھارنا ہو سیاسی عزائم حاصل کرنے کے لیے غیر عادلانہ ذرائع استعمال کئے جائیں جس کے ذریعے کوئی سیاسی نظریاتی فلسفیانہ یا مذہبی مقاصد کا حصول ہو۔

USA PATRIOT Act: "activities that (A) involve acts dangerous to human life that are a violation of the criminal laws of the U.S. or of any state, that (B) appear to be intended (i) to intimidate or coerce a civilian population, (ii) to influence the policy of a government by intimidation coercion, or (iii) to affect the conduct of a government by mass destruction, assassination,or kidnapping, and (C) occur primarily within the territorial jurisdiction of the U.S".

The U.S. National Counter Terrorism Center (NCTC) described a terrorist act as one which was "premeditated; perpetrated by a subnational or clandestine agent; politically motivated, potentially including religous, philosophical, or culturally symbolic motivations; violent; and perpetrated against a noncombatant target".

www.ziaetaiba.com

The British Terrorism Act 2000 defines terrorism so as to include not only violent offences against persons and physical damage to property, but also acts "designed seriously to interfere with or seriously to disrupt an electronic system".[1]

(ترجمہ و خلاصہ) وکی پیڈیا انسائیکلوپیڈیا کے مطابق دہشت گردی نام ہے جبر اور ڈرانے دھمکانے کا مختلف حکومتوں کو معاشروں اور گروہوں کو اپنے عزائم تقاب کے لیے یا حاصل کرنے کے لیے جو عموماً سیاسی عزائم، مزہبی یا نظریاتی حیثیت کے حامل ہوتے ہیں۔

U.S.A Patriot Act کے مطابق ایسی سرگرمیاں جو انسانی جان کے لیے خطرہ ہوں جو کہ تشدد پر مبنی ہوں یا مجرمانہ قوانین کے دائرہ کار میں آتے ہوں۔ US حکومت کے کسی بھی اسٹیٹ یا مملکت کہ وہ بھی اس میں شامل دہشت گردی کی کوشش یا (۱) ڈرانے دھمکانے کی کوشش یا شہریوں پر جبر و ظلم کرنا (۲) حکومتوں کی پالیسیوں پر اثر انداز ہونا، چاہے جبر کے ذریعے یا دھمکیوں کے ذریعے (۳) حکومتوں کے کاموں پر اثر ڈالنے کے لیے یا ان کو متاثر کرنے کے لیے کسی کو موت کے گھاٹ اتارنے کے لیے یا اغوا کر کے یا ایسا عمل جو US عدالتی اختیار یا حدود میں داخل ہو منفی طور پر۔

NCTC کے مطابق دہشت گردی نام ہے کسی بھی قسم کی پیش بندی کا یہ سلسلہ ارتکاب جرم جو کسی مخفی یا غیر حکومتی ایجنٹ یا حکومتی کارندوں کے

1۔ ...do...

ذریعے کیا جائے۔ جس کا مقصد سیاسی، مزہبی یا نظریاتی مقاصد کا حصول ہو۔اور جس کا نشانہ غیر جنگجو افراد یا فرد ہو۔

برٹش ٹیرر ازم ایکٹ کے مطابق نہ صرف انسانی جانوں کو نقصان پہنچانا دہشت گردی کے زمرے میں آتا ہے بلکہ ملکیتوں کا نقصان کرنا یہاں تک کہ الیکٹرونک میڈیا کو تباہ کرنا یا مداخلت کرنا۔

Individuals

Schmid and Jongman (1983): "Terrorism is an anxiety-inspiring method of repeated violentaction, employed by (semi-) clandestine individual, group, or state actors, for idiosyncratic,criminal or political reasons, whereby - in contrast to assassination - the direct targets of violence are not the main targets. The immediate human victims are violence are generally chosen rendomly (targets of opportunity) or selectively (representative or symbolic targets) from a target population, and serve as massage generators. Threat- and violence-based communication processes between terrorist (organization), (imperiled) victims, and main targets are use to manipulate the main target (audience(s), turning it into a target of terror, a target of demands, or a target of attention, depending on whether intimidation, coereion, or propaganda is primarily sought".[1]

1۔ ...do...

(ترجمہ و خلاصہ) Schmid اور 1983 Jongman کے مطابق دہشت گردی نام ہے اضطرابی طور پر متاثر کرنے کے طریقے کا جو بار بار دہرائے جائیں۔ یہ عمل انفرادی خفیہ گروہ بھی انجام دیتے ہیں اور حکومتی کارندے یا پھر نظریاتی سوچ کے حامل افراد، مجرم یا پھر سیاسی مقاصد۔

جہاں تک دہشت گردی کے نام پر ہونے والی اموات کا تعلق ہے تو جن لوگوں کو اس کا نشانہ بنایا جاتا ہے وہ بذات خود کوئی حیثیت نہیں رکھتے یعنی ان کے ذریعے اصل دہشت گردی کے مقصد کو حاصل کیا جاتا ہے۔ یعنی وہ بطور آلہ کار استعمال ہوتے ہیں اصل نشانہ کچھ اور ہوتا ہے۔ ان کا انتخاب بھی Rendomly کیا جاتا ہے۔

L.Ali Khan: "Terrorism sprouts from the existence of aggrieved groups."[1]

(ترجمہ و خلاصہ) L.Ali Khan کہتے ہیں کہ دراصل دہشت گردی کی کونپلیں ایک ایسے طبقے سے پھوٹتی ہیں جو بذات خود ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا یا دکھی افراد کا گروہ ہو۔

Jack Gibbs (1989): "Terrorism is illegal violence or threatened violence directed against human or nunhuman objects, provided that it: (1) was undertaken or ordered with a view to altering or maintaining at least one putative norm in at least one particular territorial unit or population: (2) had secretive, furtive, and / or clandestine

1۔ ...do...

features that were expected by the participants to conceal their personal indentity and / or their future location; (3) was not undertaken or ordered to further the permanent defense of some area; (4) was not conventional warfare and because of their concealed personal identity, concealment of their future location, therir threats, and / or their spatial mobility, the participants perceived themselves as less vulnerable to conventional military action; and (5) was perceived by the participants as contributing to the normative goal previously described (supra) by inclucating fear of violence in persons (perhaps an indefinite category of them) other thant the immediate target of the actual or threatened violence and / or by publicizing some cause".[1]

Jack Gibbs کا کہنا ہے کہ دہشت گردی دراصل نام ہے ایسے غیر قانونی طرز عمل کا جس کے ذریعے انسانی جانوں اور ملکیت کو تباہ کرنا ہو۔ جس کا مقصد کسی بھی نام نہاد معیار کو برقرار رکھنا یا نام نہاد حدود یا مملکت یا آبادی کو تحفظ دینا ہو۔ اس کا مقصد کسی مخصوص فرقے یا گروہوں کی شناخت کو برقرار رکھنا ہے۔

David Rodin (Oxford Philosopher):

"Terrorism is the deliberate, negligent, or reckless use of force against noncombatants, by state

1۔ Wikipedia, The free encyclopedia (Internet)

or nonstate actors for ideological ends and in the absence of a substantively just legal process."[1]

(ترجمہ و خلاصہ) دہشت گردی نام ہے جان بوجھ کر ایسی سرگرمیوں کو نظر انداز کرنے کا یا ایسی طاقت کے استعمال کا جو غیر جنگجو افراد کے خلاف کیا جائے۔ یہ حکومتی بھی ہو سکتا ہے اور نجی یا غیر حکومتی بھی یا پھر نظریاتی۔

Other League of Nations Convention (1937): All criminal acts directed against a State and internded or calculated to create a state of terror in the minds of particular persons or a group of persons or the general public.[2]

(ترجمہ و خلاصہ) لیگ آف نیشنز کے مطابق ایسے تمام مجرمانہ افعال جن کا مقصد کسی بھی مملکت یا ریاست کو متاثر کرتا ہو یا کسی بھی مخصوص حلقے، افرادی گروہ یا عام لوگوں میں خوف وہراس پھیلانا ہو۔

Criticism of the term:

Jason Burke, an expert in radical Islamic activity, has this to say on the word "terrorism":

"There are multiple ways of defining terrorism, and all are subjective. Most define terrorism as 'the use or threat of serious violence' to advance some kind of 'cause'. Some state clearly the kinds of group ('sub-

1- Wikipedia, The free encyclopedia (Internet)
2- Wikipedia, The free encyclopedia (Internet)

www.ziaetaiba.com

national', 'non-state') or cause (political, ideological, religous) to which they refer. Other merely rely on the instinct of most people when confronted whith an act that involves innocent civilians being killed or maimed by men armed with explosives, firearms or other weapons. None is satisfactory, and grave problems with the use of the term persist. Terrorism is after all, a tactic the term 'war on terrorism' is thus effectively nonsensical. As there is no space here to explore this involved and difficult debate, my preference i, on the whole, for the less loaded term 'militancy'. This is not an attmept to condone such actions, merely to analyse them in a clearer way." ("Al Qaeda", ch2, p22) [1]

Jason Buke کے مطابق جو ماہر ہیں اسلامی ریڈیکل کے کہتے ہیں کہ "دہشت گردی کی اصطلاح کو بیان کرنے کے بے شمار طریقے ہیں۔ اور سب کے سب موضوعی ہیں جن میں سے اکثریت اسے شدید تشدد یا دھمکی کا نام دیتی ہے۔ کچھ لوگ اسے ریاستی دہشت گردی کا نام دیتے ہیں تو بعض اسے نجی گروہوں کی کاروائی قرار دیتے ہیں۔ جن کا مقصد عموماً سیاسی، مذہبی یا نظریاتی ہوتا ہے۔ ہتھیاروں کا استعمال کر کے اپنے مقاصد حاسل کرنا لوگوں کی جانوں سے کھیلنے کا نام ہے۔ اس کی کوئی ایک تعریف بیان کرنا ممکن نہیں۔

1۔ Wikipedia, The free encyclopedia (Internet)

www.ziaetaiba.com

Reasons for Controversy:

The definition of terrorism is inherently contr-oversial. The use of violence for the achievement of political ends is commonto state and non-state groups. The difficulty is in agreeing on a basis for determining when the use of violence (directed at whom, by whom, by whom, for what ends) is legitimate. The majority of definitions in use have been written by agencies directly associated with a government, and are systematically biased to exclude governments from the definition. Some such definitionsare so broad, like the Terrorism Act 2000, as to include the disruption of a computer systme wherein no violence is intended or results. [1]

(ترجمہ و خلاصہ) ابتداء ہی سے دہشت گردی کا موضوع متنازعہ رہا ہے سیاسی طور پر یا سیاسی مفادات کے حصول کے لیے دہشت گردی کا استعمال عام بات ہے چاہے اس میں مملکت کا ہاتھ ہو یا کوئی عام گروہ ہو۔ دہشت گردی کی زیادہ تر تعریفیں حکومتی اداروں کے نمائندوں کی طرف سے تحریر کی گئی ہیں جس میں حکومتی اداروں کو صاف بچا لیا جاتا ہے۔ یعنی انہیں اس دائرۂ کار سے بالکل خارج کر دیا جاتا ہے۔

1۔ Wikipedia, The free encyclopedia (Internet)

یہاں تک کہ دہشت گردی کا قانون برائے ۲۰۰۰ء کے تحت کسی بھی کمپیوٹر سسٹم کو منتشر یا تباہ کیا جاسکتا ہے۔ جہاں پر کوئی تشدد ہونے کے امکانات بھی نہیں ہوتے۔

دہشت گردی کا لفظ دراصل متنازعہ اس لیے بھی ہے کیونکہ اس میں انصاف کے پہلو کو قطعی طور پر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اپنے اپنے مفادات کی روشنی میں ہر ادارہ اور حکومت دہشت گردی کی تعریف پیش کرتی ہے۔

دہشت گردی کی اجمالی تعریف:

دہشت گردی کی اجمالی تعریف، رائے گٹمین اور ڈیوڈ ریف کی تالیف "جنگ کے جرائم" (نیویارک، ۱۹۹۹ء) سے لی گئی ہے۔ اس قابل قدر کتاب میں مختلف صحافی، بین الاقوامی ماہرین قانون، عسکری تجزیہ نگاروں اور اساتذہ نے بین الاقوامی قوانین کے تحت جنگی جرائم کے بارے میں وہ معلومات اکٹھا کر دی ہیں جن تک عوام کی دسترس ہونا چاہیے۔ "دہشت گردی" کی یہ وضاحتی تعریف رچ امکھنڈو (Rich Mkhondo) نے لکھی ہے۔ جنوبی افریقہ کے یہ معروف صحافی، واشنگٹن میں نامہ نگار رہے ہیں۔ اپارتھائیڈ کے بعد جنوبی افریقہ کے احوال پر کتابیں لکھ چکے ہیں۔ ان کی اس تحریر میں جنوبی افریقہ کا حوالہ نمایاں ہے۔

www.ziaetaiba.com

دہشت گردی:

جب ۱۹۸۰ء کی دہائی کے آخری برسوں میں، پولیس کی تفتیش کے دوران جاہنز "سوئیٹ" سامبو حادثاتی طور پر ہلاک ہو گیا تو کرنل یوجین دی کاک نے، جو سی ۱۰ یونٹ کے سربراہ تھے اور یہ یونٹ جنوبی افریقہ کی حکومت کا ایک

خفیہ قاتل دستہ تھا، اپنے اعلیٰ افسران سے رابطہ کیا اور اس کے بعد اپنے ساتھیوں کو، جن میں میجر چیپز کلا پر بھی شامل تھے، حکم دیا کہ لاش اٹھالی جائے اور اسے "بدھ" بنادیا جائے ("Buddha it") ..... یہ فقرہ انہوں نے ہی گھڑا تھا اور اس کا مطلب یہ تھا کہ آتش گیر مادے سے کسی چیز کے پرخچے اڑادیے جائیں۔ یہ لاش ایک فارم پر لے جائی گئی جہاں اسے آتش گیر مادّے کے درمیان "سینڈوچ" بنادیا گیا اور پھر بھک سے اڑادیا گیا۔ اس کے ٹکڑے پھر جمع کیے گئے، ایک ڈھیر پر لاکر ڈالے جاتے رہے اور پھر دوبارہ بھک سے اڑادیے گئے۔

یہ عمل یہاں تک دہرایا جاتا رہا جب تک تباہ کرنے کے لیے کچھ باقی ہی نہیں رہا۔ ڈی کاک کے مقدمے میں گواہی دیتے ہوئے، جس کے بعد اسے اپنی باقی ساری عمر قید خانے میں گزارنے کی سزا سنائی گئی، میجر کلاپر نے کہا کہ انہیں یہ امید تھی کہ باقی جو بچے گا اسے بڑی برق رفتاری کے ساتھ چیونٹیاں صاف کردیں گی۔ جج نے دی کاک کو دو مرتبہ عمر قید اور اس کے دوسرے جرائم کے لیے مجموعی طور پر ۲۱۲ سال کی قید کی سزا سنائی۔

جب ڈی کاک کے مقدمے کے دوران حقائق سامنے آئے تو سی ۱۰ یونٹ کی کاروائی کو بالعموم دہشت گردی کے واقعات قرار دیا گیا جو جنوبی افریقا کی اپارتھائیڈ (نسل پرست تفریق کی سرکاری پالیسی) کے تحت سرانجام دیے گئے۔

"دہشت گردی" کی اصطلاح کی کوئی عالمی طور پر متفقہ تعریف نہیں ہے مگر اس میں بار بار دہرائے جانے والے چند موضوعات ہیں جن میں مندرجہ ذیل شامل ہیں: تشدد جو سیاسی یا سماجی مقصد کے تحت ہو، خوف زدہ کرنے کی کوشش ہو اور اس عمل کا رخ شہریوں اور دوسرے ایسے لوگوں کی طرف کردیا جائے جو

لڑائی میں شریک نہیں ہیں۔ دہشت گردی سیدھے سادے تشدد سے بڑھ کر ہے، جس میں صرف دو فریقین کی ضرورت ہوتی ہے، ایک جارحیت کرنے والے یا جارح اور دوسرا اس کا شکار (Victim)۔ دہشت گردی کے لیے ایک تیسرے فریق کی بھی ضروت پڑتی ہے، جو ان تمام واقعات سے مرعوب یا خوف زدہ ہو جائے جو جارحیت کے شکار کے ساتھ پیش آرہے ہیں۔

عام طور پر دہشت گردی قرار دیے جانے والے واقعات پر بین الاقوامی انسانی قوانین (International Humanitarian Law یا IHL) کے تحت پابندی عائد ہے۔ ان قوانین میں ۱۹۴۹ء کا چوتھا جینوا کنونشن اور ۱۹۷۷ء کے دو اضافی پروٹوکول شامل ہیں۔ ان کے تحت بین الاقوامی اور اندرونِ خانہ مسلح تصادم کے دوران دہشت گردی پر پابندی عائد ہے، کم از کم جہاں تک دہشت گردی سے مراد لی جائے شہریوں کے خلاف حملے۔ حالانکہ "دہشت گردی" کی اصطلاح سے یہ مفہوم لیا جاتا ہے کہ یہ (انفرادی سے زیادہ) گروہی اعمال ہیں اور ان گروہوں کی جانب سے ہیں جو ریاست کا حصہ نہیں۔ لیکن دہشت گردی کی کاروائی کا ایک اہم حصہ ان کاروائیوں پر مشتمل ہے، جن پر عمل درآمد یا جن کی ہدایت و منصوبہ بندی، براہ راست یا بالواسطہ طور پر ریاست کی طرف سے کی گئی ہو۔ یا پھر ریاست نے اجازت دے دی ہو، چاہے اس ریاست کی اپنی فوج یا پولیس براہ راست ملوث نہ ہو، مگر یہ بعض قاتل دستوں کو تفویض کردی گئی ہو۔[1]

1۔ رچ اکھنڈو (مترجم: آصف فرخی) دنیاد نیا دہشت ہے، صفحہ ۱۵ تا ۱۷۔

دہشت گردی کے بارے میں جاننے کے لیے دس باتیں:

امریکی محکمۂ دفاع اور وفاقی تحقیقاتی بیورو (ایف۔بی۔آئی) دونوں ہی کے مطابق ''کسی حکومت کو دھمکانے یا خوف زدہ کرنے اور اپنے سیاسی اور معاشرتی مقاصد کو آگے بڑھانے کے لیے اس حکومت کی شہری آبادی یا اس کے کسی حصے کی جان و مال کے خلاف طاقت یا تشدّد کا غیر قانونی استعمال دہشت گردی ہے'' محکمہ دفاع نے دہشت گردی کی جو تعریف کی ہے اس میں اتنا اضافہ اور کیا گیا ہے کہ دہشت گردی کی خاطر کیے جانے والے فعل میں ''خوف بھی شامل'' ہو سکتا ہے۔ (یعنی نفسیاتی رخ) جب کہ امریکی وزارت خارجہ کی تعریف زیادہ واضح ہے جس کے مطابق دہشت گردی میں حیاتیاتی، کیمیائی، یا جوہری ترکیبوں کے علاوہ سیاسی بنیاد پر کیے جانے والے قتل بھی شامل ہیں۔

دہشت گردی کی تعریف کرنے میں یہ صورت حال دراصل ایک معمے کی حیثیت رکھتی ہے۔ دہشت گردی کو جنگی کاروائیوں سے خواہ کوئی جنگ جائز ہو یا ناجائز، الگ کرنا بہت دشوار ہے۔ ہم سب نے یہ قول بار بار سنا ہے کہ ''ایک شخص کے نزدیک جو دہشت گرد ہے وہ دوسرے شخص کے نزدیک آزادی کا سپاہی ہے۔'' اور یہ حقیقت ہے کہ ۱۹۸۰ء کے عشرے میں جب ڈک چینی جیسے سیاست داں نیلسن میڈیلا کو دہشت گرد قرار دے رہے تھے، جنہیں بعد ازاں ساؤتھ افریقہ کا ہیرو قرار دیا گیا۔

علاوہ ازیں دہشت گردی کے سلسلے میں اقوام متحدہ کی تعریف میں یہ کہا گیا ہے کہ ان تمام جنگی جرائم کو دہشت گردی کی کاروائی سمجھا جائے گا جن میں دنیا کی اکثر حکومتوں (خاص طور سے بڑی فوجی طاقتوں مثلاً پاکستان، اسرائیل،

بڑی بڑی مسلم حکومتوں اور اکثر لاطینی امریکی حکومتوں) نے دہشت گردی کا ارتکاب کیا ہے حالاں کہ ان میں سے بہت کم کو اپنی ان کاروائیوں کے لیے کسی عدالت انصاف یا عوامی رسوائی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

دہشت گردی کی تاریخ کیا ہے؟ (مارک لیوائن):

دستاویزات کے مطابق "دہشت گردی" یا "دہشت گرد" کے لفظ کو پہلی بار اس "عہد دہشت" کے لیے استعمال کیا گیا تھا جسے (مارچ ۱۷۹۳ء سے جولائی ۱۷۹۴ء تک) فرانسیسی حکومت نے برپا کیا تھا۔ حکومت مخالف سرگرمیوں کے اظہار کے لیے "دہشت گرد" کا لفظ ۱۸۶۶ء میں آئرلینڈ اور ۱۸۸۳ء میں روس کے حوالے سے تحریری شکل میں سامنے آیا۔

انسانوں کی تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ انہوں نے اپنے پڑوسیوں میں خوف پیدا کرنے اور ان کے رویّوں میں تبدیلی لانے کے خاطر انہیں ہمیشہ دہشت زدہ کیا ہے۔ چین کے استعماری عہد کی ابتدا میں پہلے چینی جنرل اور عسکری حکمت عملی کے نظریات کے بانی تائی کنگ نے "شہری جارحیت کے پھیلاؤ" کے بارے میں کہا تھا کہ اس کا مقصد اختلاف وافتراق کے بیج بونا عوام کے حوصلے پست کرنا اور حکومت کو ناکارہ بنانا ہے۔

www.ziaetaiba.com

دہشت گردوں کے آغاز کا سراغ کہاں سے ملتا ہے؟

امریکا آج بھی سعودی حکومت کا سرپرست اور اسے ہتھیار کا سب سے بڑا فراہم کنندہ ہے اور یہی امریکا افغان جنگ کے دوران میں پاکستان کے بہت قریب تھا، جب وہاں آمر ضیا الحق (دنیا کے بڑے سنگدلوں میں سے ایک) برسر

اقتدار تھا۔ سی آئی اے تین ارب ڈالر سے بڑی اس رقم کا خاص فراہم کنندہ تھا جو موجودہ دہشت گردی کے روابط میں مرکزی کردار ادا کرتی ہے۔ اسی طرح سوویت یونین بھی عرب دہشت گردوں کی پچھلی نسل کی (جیسے ابوندالجو آزدیٔ فلسطین کا مقبول عام فرد تھا) سرپرست تھی۔ سعودی شاہی خاندان کے ساتھ امریکی اتحاد کی تاریخ کی ابتداء ۱۹۴۰ء کے عشرے سے ہوتی ہے جب روزویلٹ کی انتظامیہ نے اس وقت تک کے لیے شاہی خاندان کی بقا کی ضمانت دی جب تک سعودی عرب امریکا کو سستے تیل کی فراہمی یقینی بنائے۔ اس طرح پیٹروڈالر اور اسلحوں کا چکر شروع ہوا جس میں تیل کی قیمت کے طور پر سعودی عرب کو بھیجا جانے والا امریکی ڈالر اسلحوں کی خریداری کے ضمن میں دوبارہ امریکا واپس آجاتا تھا۔ دہشت گردی کے مالی وسائل کو سمجھنے کے لیے اس پیٹروڈالر چکر کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے جس کی وجہ سے تیل کی قیمت کا بڑا حصہ بدعنوان حکومتوں کے ہاتھوں میں اور اس علاقے کے اکثر شہریوں کی دسترس سے باہر رہتا ہے۔

اگر ہم اس سوال پر توجّہ دیں کہ دہشت گردوں کو تحفظ اور مالی مدد کون مہیا کر رہا ہے تو ہمیں ایک بار پھر مغربی طاقتیں اور مشرقِ وسطیٰ اور جنوب میں ان کے حلیف ہی ملزم نظر آئیں گے۔ خود امریکا اپنی بیرونی امداد اور سرد جنگ کے دوران اور اس کے بعد اسلحے کی فروخت کے ذریعہ سینکڑوں ارب ڈالر کے کاروبار میں ملوث رہا ہے۔ اس عرصے میں (صرف ۱۹۹۳ء سے ۱۹۹۷ء تک) امریکی حکومت نے روئے زمین پر عملاً ہر قوم کو ایک سو نوے ارب ڈالر کا اسلحہ فروخت کیا یا اس کی منظوری دی یا بلا قیمت بانٹ دیا۔ یہی صورت حال چھوٹے پیمانے پر سوویت یونین کی بھی تھی۔ لاطینی امریکا، افریقا، ایشیا، مشرقِ وسطیٰ غرض کوئی بھی

جگہ ہو جہاں کہیں بھی دہشت گرد حکومتیں دہشت گردی میں مشغول رہی ہیں وہ ان دونوں اعلیٰ طاقتوں (اور اب صرف ایک) اور ہمارے جی۔۸ کے حلیفوں کے تعاون کے بغیر پنپ ہی نہیں سکتی تھیں۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ دہشت زدگی کی سب سے عام کاروائی وہ اذیّت ہے جو حکومتیں اپنے شہریوں کو پہنچاتی ہیں جیسا کہ ایمنسٹی انٹرنیشنل نے رپورٹ دی ہے کہ اذیت رسانی اور ماورائے قانون قتل کے لاکھوں واقعات ہر سال ہوتے ہیں (اور ایمنسٹی انٹرنیشنل نے یہ شکایت بھی کی ہے کہ ان واقعات میں سے اکثر کے لیے امریکا الزام میں شامل ہے)۔

دہشت گردی کے بہت معروف واقعات کون سے ہیں؟

بیسویں صدی کا پورا زمانہ آج ہی کی طرح دہشت گردی کے واقعات سے بھرا ہوا تھا جیسا کہ انارکسٹوں کے ہاتھوں فرانس اور اسپین کے وزرائے اعظم (سادی کارنوٹ اور انٹونیو کینوورس) آسٹریا کی ملکہ الزبتھ اور اٹلی کے شاہ امبر تو اول کے قتل اور ۲۸ جون ۱۹۱۴ء کو آرچ ڈیوک فرڈینںڈ کے اس قتل سے ظاہر ہوتا ہے جس نے پہلی عالمی جنگ کا شعلہ بھڑکایا۔ امریکا میں انارکسٹوں کے ڈاک بموں نے ۱۹۲۰ء میں پامر حملوں کی ابتدا کی جو امریکی تاریخ میں امریکی حکومت کی جانب سے شہری آزادیوں کی بدترین خلاف ورزیاں تھیں۔

بعد از جنگ کے زمانے میں دہشت گردی کے واقعات میں ۱۹۷۲ء میں میونخ المپک کا قتل عام، ۱۹۷۰ء اور ۱۹۸۰ء کے پورے عشروں میں ہوائی جہازوں کی ہائی جیکنگ اور ہوائی اڈّوں پر گولیاں چلنے کے واقعات، ۱۹۹۳ء میں ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر حملہ، اوکلاہوما سٹی میں وفاقی حکومت کی عمارت پر بمباری اور ''ٹیڈ کازنسکی''

نامی اکلوتے بمبار کے قاتلانہ حملے شامل تھے۔ آخری تین واقعات نے امریکی سرزمین پر ایک بڑے پیمانے پر دہشت گردی کی بطور ایک مستقل حقیقت کی نشاندہی کر دی۔

آخر میں ۱۹۹۵ء میں ٹوکیو کی زمین ٹرین پر آم شن رک یو کے حملے نے دہشت گردی کے ایک نئے دور کا آغاز کیا جس میں ۱۱ (نائن الیون) کے حملوں کو ایک تاج کی حیثیت حاصل ہے۔[1]

دہشت گردی کا مفہوم واضح ہو گیا:

قارئینِ محترم! دنیا کے اکثر دانشوروں کا کسی ایک تعریف پر متفق نہ ہونا اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ کوئی شخص یا گروہ کسی کے لیے دہشت گرد ہے تو اپنے حامیوں کے لیے ہیرو۔ جیسا کہ جنرل ڈائر (جلیانوالہ باغ امرتسر میں قتل عام کا حکم دینے والا) ہندوستان کے شہریوں کے لیے دہشت گرد ہے مگر برطانیہ کے لیے ہیرو۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت برطانیہ نے جنرل ڈائر کو وزیر مملکت بنایا، اور جب ایک سکھ نوجوان نے اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لینے کے لیے برطانوی دارالعوام (پارلیمنٹ) تک رسائی حاصل کی اور موقع ملتے ہی جنرل ڈائر کو قتل کر دیا، یہ سکھ نوجوان برطانوی حکومت کے نزدیک دہشت گرد اور ہندوستان کے لیے ہیرو قرار پاتا ہے۔

قارئین محترم! مختلف تعریفیں پڑھ لینے کے بعد یہ مفہوم بہرحال متفقہ ہے کہ دہشت گردی ایک ناگوار اور خونخوار عمل ہے کہ جس میں شہریوں کی جان و مال اور عزت و آبرو سلامت نہیں رہتی۔ آیئے ہم جائزہ لیتے ہیں کہ دہشت گردی کا آغاز کب ہوا اور اس ناگوار عمل کا اظہار سب سے پہلے کس کے لیے ہوا۔

1۔ مارک لیوائن (مترجم: شاہ محی الحق فاروقی) دنیا دنیا دہشت ہے، صفحہ ۲۰ تا ۲۹۔

تخلیق کائنات اور دہشت گردی

مرحلۂ اوّل:

راقم ابتدائی صفحات میں تحریر کرچکا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ‘ نے اپنی ربوبیت کے اظہار اور اپنے عرفان کے لیے اپنے نور کی مبارک تجلی سے اپنے محبوب دانائے غیوب ﷺ کو تخلیق فرمایا اور پھر ازاں بعد کل کائنات کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے انوار و تجلیات سے تخلیق فرمایا۔ مخلوق میں سے جنہوں نے اپنی ذات کی دریافت میں اپنے محسن حبیب خدا ﷺ کو پہچانا، درود و سلام پڑھنا ان کا مقدر ہو گیا۔ تخلیق کائنات کے اول مرحلہ پر کوئی دہشت گردی ایجاد نہیں ہوئی تھی، اس لیے کہ غیر مادی کائنات میں یہ مکروہ عمل نہیں ہو سکتا۔

مرحلۂ دوم:

تخلیق کائنات کے دوسرے مرحلہ پر جب اللہ سبحانہ‘ و تعالیٰ عزوجل عالم پست و بالا تخلیق فرما چکا تو زمین پر اپنے خلیفہ کی حیثیت سے حضرت آدم علیہ السلام کو بھیجنے کے ارادے سے حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا، حضرت آدم علیہ السلام کے پیکر خاکی کی تخلیق زمین پر عرفات کی بابرکت زمین پر ہوئی۔ عزازیل (ابلیس لعین) نے تشکیل پائے گئے وجود آدم علیہ السلام کو (روح پھونکے جانے کے عمل سے قبل) باہر سے اور اندر سے دیکھا اور فرشتوں کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ جسے اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہے وہ اندر سے خالی ہے۔ کھوکھلا ہے (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ نے نفخ روح میدان عرفات ہی میں فرمائی۔ روح مضطرب ہوئی کہ پیکر آدم میں تاریکی ہے اندھیرا ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ‘ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نورِ اقدس کو جبینِ

آدم میں رکھا، بس پھر کیا تھا سارا وجود روشن اور اجلا ہو گیا، روح نے حضرت آدم علیہ السلام کے اندر داخل ہو کر استقرار پکڑا۔

آدم علیہ السلام نے الحمد للہ کیوں کہا؟

محدثین کے نزدیک متفقہ روایت ہے کہ جب روح حضرت آدم علیہ السلام میں داخل ہوئی تو حضرت آدم علیہ السلام کو چھینک آئی اور انہوں نے "الحمد للہ" کہا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے وجود مسعود میں پہلی مرتبہ روح داخل ہو کر مضطرب ہو کر باہر آئی، چھینک آنا اور الحمد للہ کہنا اس موقع پر نہیں ہوا بلکہ جب نور مصطفی ﷺ کے جلووں سے وجود آدم علیہ السلام روشن و منور ہوا تو اس موقع پر اس "نعمت کبریٰ" سے مستفیض ہونے کے باعث حضرت آدم علیہ السلام نے "الحمد للہ" کہا، گویا اللہ کے حکم "وَاذْكُرُوْ نِعْمَةَ اللّٰه"[1] (اللہ کی نعمتوں کا چرچا کرو) اور "وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ"[2] (اور اگر تم شکر کرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ نعمتوں کی فراوانی فرمائے گا) پر عمل کیا۔ "نعمت کبریٰ" سے پہلے فیضیاب ہونے پر اللہ کا شکر ادا کرنے کے باعث دوسری مرتبہ یوں فیضیاب ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے نور مصطفی ﷺ کے صدقے حضرت آدم علیہ السلام کی عظمتیں بڑھا دیں اور آپ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اپنے علم کا مظاہرہ فرمایا جس پر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو تعظیماً سجدہ کریں۔ ابلیس لعین نے سجدہ نہیں کیا، وہ جانتا تھا کہ آدم علیہ السلام کی عظمتوں کو "نور مصطفی ﷺ" نے بڑھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر اس نے آدم علیہ السلام کی طرف دیکھ کر "ناگواری" کا اظہار کیا۔ اس نے نور مصطفی ﷺ سے رنجش و عداوت کا اظہار کیا۔ اور یہی دہشت گردی ہے۔

1۔ القرآن الکریم۔
2۔ القرآن الکریم۔

یہ دہشت گردی اس مادی کائنات (Metalistic Wrold) میں ہوئی، میدان عرفات و بطن نعمان میں یہ واقعات پیش آئے۔[1] ازاں بعد حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں لایا گیا۔

مرحلہ سوم:

قیامت برپا ہونے کے بعد جزا و سزا کے فیصلے ہوں گے، پھر غیر مادّی کائنات ہمیشہ ہمیشہ (ابدالآباد) کے لیے ہوگی، جہاں ہر آن اللہ کے حبیب مکرم کی شان و عظمت کے مظاہرے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ جل شانہٗ بھی جب اپنی ذاتِ حق کی تجلّی (اہل جنت کے لیے دیدار) فرمائے گا تو تمام اہل جنت میں مردوں کو "ایوان مصطفی ﷺ" میں اور تمام عورتوں کو "ایوان فاطمہ" میں جمع فرمائے گا۔ جنت میں تمام اہل جنت درود و سلام پڑھیں گے اس موقع پر کوئی جہنمی بھی "درود و سلام" کے کلمات اگر سنے گا تو ناگواری کا اظہار نہیں کرے گا بلکہ افسوس کرے گا کہ میں اگر دنیا میں بھی "درود و سلام" والوں کی صفوں میں شامل ہوتا تو آج میں بھی اہل جنت میں شامل ہو کر "درود و سلام" پڑھتا ہوتا۔ جنت کی آٹھ اقسام اور ان آٹھ جنتوں میں لاتعداد درجات میں اہل جنت ہوں گے۔ لیکن کہیں بھی ذکر مصطفی ﷺ کے موقع پر کوئی "دہشت گردی" نہیں ہوگی۔

خلاصۂ کلام سب سے پہلا دہشت گرد:

یہ ثابت ہو گیا کہ سب سے پہلا "دہشت گرد" شیطان ملعون ہے۔ اسی دہشت گردی کے باعث بطور سزا لعنت کا طوق اس کے گلے میں پڑا ہے۔ اللہ

1۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، تفسیر در منثور۔

تعالیٰ، ملائکہ المقربین، عام فرشتوں، انبیاء و مرسلین علیہم السلام اجمعین، مومنین و صالحین اور تمام انسان حتیٰ کہ حیوانات میں درندے، پرندے، چرندے اور حشرات الارض بھی خبیث شیطان پر لعنت بھیجتے ہیں۔

انبیاء (علیہم السلام) ذکر مصطفی ﷺ کرتے رہے:

قرآن مجید کی ”آیت میثاق“ کے مطابق اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام اجمعین، نبی آخر الزمان ﷺ کا ذکر مبارک فرماتے رہے۔[1]

سابقہ امتوں میں کبھی کبھی کوئی دریدہ دہن، ناہنجار شخص شیطان لعین کی ریشہ دوانیوں اور مکاریوں میں معاون ہو کر انبیاءِ کرام علیہم السلام اجمعین کی بیان کردہ بشارتوں بابت ظہور مصطفوی ﷺ پر ناگواری کا اظہار کر کے ”دہشت گردی“ کا ارتکاب کرتے رہے، مگر بے اثر ثابت ہوئے۔

حضور ﷺ کے والد گرامی اور دہشت گردی:

جب حضور ﷺ کا نور سیدنا عبد اللہ علیہ السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ جو حضور ﷺ کے والد تھے کے ماتھے میں چمکا، آپ جوانی چڑھے، عمر شباب تک پہنچے ایک گھرانے سے پیشکش ہوئی اے عبد المطلب حضرت عبد اللہ کے نکاح میں ہم رشتہ دینے کے لیے تیار ہیں، دوسرے گھرانے کی پیشکش ہوئی، تیسرے گھرانے سے پیشکش ہوئی، دوسو گھرانوں کی پیشکش ہوئی، اے عبد المطلب تمہارے بیٹے عبد اللہ کے نکاح میں ہم رشتہ دینے کے لیے تیار ہیں۔ حضرت

1۔ القرآن الکریم، پارہ ۳، سورہ آل عمران آیت ۸۱۔

عبد المطلب فرماتے تھے جلدی نہیں ہے، سوچ بچار ہے، نہ ہاں کرتے نہ نہیں، مجھے سوچنے کا موقع دو، تاکہ غلط رشتہ بھی نہ آئے اور موزوں رشتہ ہاتھ سے نکل نہ جائے، اس توقف میں تھے اس سوچ و بچار میں تھے۔ جب رشتوں کا تانتا بندھ گیا تو حضرت عبد المطلب نے فرمایا: ”اے میرے بیٹے عبد اللہ! تم شام کو چلے جاؤ، جو بھی رشتے سے متعلق کہے گا اس سے کہوں گا کہ میرا بیٹا شام سے آجائے تو اس سے مشورہ کر کے جواب دوں گا۔“ تو حضرت عبد اللہ شام کی طرف چلے گئے، ساتھ میں حضرت وہب بھی تھے جب شام میں پہنچے ایک یہودی عالم آیا اور گھور گھور کے حضرت عبد اللہ کے ماتھے کو دیکھنے لگا، پھر پوچھا، اے ساتھی یہ کون ہیں؟ ان کا نام کیا ہے؟ حضرت وہب نے کہا عبد اللہ..... کون؟ قریشی، ہاشمی..... کہاں رہتے ہیں؟ مکے میں، بیت اللہ شریف کے پاس۔ وہ گیا اور دوسرے یہودی عالم سے کہا! جو ”تورات“ میں ہم نے علامتیں پڑھی ہیں آسمانی کتب کے اندر حضور ﷺ کے والد کی جو نشانیاں ہیں ذرا دیکھو! عبد اللہ کے ماتھے کو کہ نبی آخری ﷺ کا ظہور ان سے تو نہیں ہو گا؟ تو دوسرے یہودی عالم نے جب یہ سب علامتیں دیکھیں تو اس کے دل نے بھی یقین کیا کہ نبی آخری الزماں کے والد ہیں، ستر یہودی عالم گھور گھور کے دیکھتے رہے ستر کے ستر کا اتفاق ہوا کہ یہ حضور ﷺ کے والد ہیں، یہ نبی آخری الزماں ﷺ کے والد ہیں۔ جب سب کا اتفاق ہو گیا ستر کے ستر موذی یہودی عالم، حضور ﷺ کے دشمن نور مصطفوی ﷺ کے منکرین (دہشت گردی کی کاروائی کرنے کے لیے) تلواریں لے کے آئے حضرت وہب نے کہا! ہم دو مسافر ہیں تلواریں کیوں لائے ہو؟ انہوں نے کہا! وہب تجھے کچھ نہیں کہتے، ہم عبد اللہ کو قتل کرنا چاہتے ہیں، کہا! کیا جرم ہے؟ کیا

قصور ہے؟ بولے نبی آخری الزماں کے ظہور کی علامتیں یہاں نظر آتی ہیں، ہم کہتے ہیں کہ اس کے مرکز کو ختم کردیں، تاکہ وہ نبی ظاہر نہ ہوسکے، کیوں؟ پہلے نبوت چل رہی ہے بنی اسرائیل میں، وہ نبی ﷺ پیدا ہوگئے تو نبوت چلی جائے گی بنی اسماعیل میں، یہ آن کا مسئلہ ہے پہلے ہمارے ڈیرے آباد ہیں، ہم دین کے ٹھیکیدار ہیں، لوگوں کی توجہ ہماری طرف ہے، اگر وہ نبی پیدا ہوگئے تو لوگوں کے دل ان کی طرف جھک جائیں گے، ہماری دکانیں پھیکی پڑ جائیں گی۔ ہم اسی لیے کہتے ہیں کہ ان کو ختم کردیں۔ حضرت وہب تو پریشان تھے، مگر حضرت عبداللہ حضور ﷺ کے والد بالکل پریشان نہیں تھے، قتل بھی ان کو کرنا چاہتے ہیں..... کیوں؟ اللہ قرآن میں فرماتا ہے (اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب) اس کی تفسیر کی ہے امام نووی کے پیشوا نے، امام نووی اس وقت عرب و عجم کے پیشوا ہیں، نجدیوں کے پیشوا ہیں، پوری دنیا میں پیشوا محدث ہیں، امام نووی کے پیشوا امام قاضی عیاض نے شفا شریف میں امام المحدثین قاضی عیاض نے تفسیر کی اس آیت کی (اَلَا بِذِکْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب) جتنی پریشانی ہو رسول کا ذکر کرو چین آجائے گا، پریشانی دور ہوجائے گی، جن کے ذکر سے پریشانی دور ہو سکتی ہے، اگر وہ ذکر والا محبوب ﷺ عبداللہ علیہ السلام کے ماتھے میں ہو تو، والد کیوں پریشان ہوں، جن کے ذکر سے پریشانی دور ہو سکتی ہے، عبداللہ بالکل مطمئن کھڑے تھے، اب جو بھی یہودی موذی تلوار مارنا چاہتا فرشتے آسمان سے اترے اور یہودی کا سر قلم کردیا، سارے کے سارے یہودی قتل ہوگئے، حضور ﷺ کے والد کا بال بھی ٹیڑھا نہ کرسکے۔ اسی لیے حضور ﷺ نے فرمایا اَنَا اِبْنُ الذَّبِیْحَتَیْنِ میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں، میرا دادا اسماعیل بھی ذبیح اللہ، میرا والد

www.ziaetaiba.com

عبداللہ بھی ذبیح اللہ، منیٰ میں چھری نہیں چلی میرے نور کی برکت تھی، ابا عبداللہ پر تلوار نہیں چلی، میرے نور کی برکت تھی، میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں۔[1]

دعوت دین اور دہشت گردی:

سیرتِ طیّبہ کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ امر اچھی طرح واضح ہے کہ مکۃ المکرمہ میں رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے جب دین اسلام کی دعوت اور اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک پر ایمان لانے کی دعوت پیش کی تو سب سے پہلے ابو لہب نے "دہشت گردی" کا ارتکاب گستاخانہ کلمات ادا کرکے کیا۔ ابو جہل کی "دہشت گردی" کا شکار اکثر غلامان رسول ہوئے، اسلام کی پہلی شہید خاتون حضرت سمیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے خاوند سیدنا یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ذکر مصطفی ﷺ کرتے ہوئے شہید کئے گئے۔ حضرت سیدنا بلال، حضرت سیدنا عامر بن فہیرہ، حضرت ابو جندل، حضرت ابو ذر غفاری، حضرت خباب وغیرہ رضوان اللہ عنہم "دہشت گردی" کا شکار ہوئے۔ جبکہ مشرکین میں عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، امیہ بن حرب، ولید بن عتبہ، عتبہ بن ابی لہب، جبیر بن مطعم، طعیمہ بن عدی، ارطاۃ بن عبد شرحیل، سباع بن عبد العزی خزاعی، حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب، طلحہ بن ابی طلحہ، مغیرہ، وغیرہ وہ "دہشت گرد" تھے جنہیں "دہشت گردی" سے توبہ کرنے کا بھی موقع نہیں ملا۔ شیطان لعین کی معیت ہی میں واصل جہنم ہوئے۔ یہ سب سیدنا محمد الرسول اللہ ﷺ کا نام لینے، کلمہ پڑھنے پر ناگواری کا اظہار کرتے اور غلامانِ مصطفی ﷺ پر عرصۂ حیات تنگ کرتے، انہیں دہشت زدہ کرتے۔ مگر غلامان مصطفی کے لیے اپنے کریم آقا ﷺ کا ذکر

1۔ ضیائے میلادالنبی ﷺ ۲۰۔۲۲۔

مبارک "خوف وہراس اور ڈر و وہشت" کو دور کر کے قلبی طمانیت اور راحت کا احساس عطا کر دیتا تھا۔

صبح و شام دہشت ہی دہشت:

نبی مکرم ہادیٔ عالم ﷺ کی مبارک زندگی کے اکثر لمحات میں معاندین و مشرکین "دہشت گردی کی گستاخانہ جسارت کیا کرتے تھے، کعبۂ معظمہ میں نماز ادا کرنے سے روکا جاتا، آپ ﷺ کی گردن مبارک میں رسی یا چادر ڈال کر اسے بل دیکر اذیت پہنچانا، راستوں میں کانٹے بچھا دینا، گھروں کی چھت سے کچرا پھینک دینا، حالت نماز سجدہ میں اونٹ کی اوجھڑی پشت مبارک پر رکھ دینا، آپ ﷺ پر آوازیں کسنا، مذاق اڑانا، آپ ﷺ کی دو بڑی صاحبزادیوں کو ابو لہب کے کہنے سے بیٹوں کا طلاق دینا، اہل مکہ کا سوشل بائیکاٹ کا اقدام، شعب ابی طالب میں محصور ہو جانا اور ازاں بعد طائف میں آپ ﷺ پر تشدد (سنگ باری کے نتیجے میں لہولہان ہو جانا) وغیرہ یہ سب "دہشت گردی" کے اقدامات ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین جب کبھی ذکر مصطفی ﷺ کرتے تو "دہشت گردی" کا شکار ہوتے۔

بالآخر ذکر مصطفی ﷺ غالب آگیا:

www.ziaetaiba.com

چھوٹی بڑی، محدود یا وسیع پیمانے پر ہر سطح پر دین اسلام کے خلاف "دہشت گردی" ہوتی رہی۔ یہی "دہشت گردی" جنگ کی صورت میں بھی ہوئی، بتدریج "دہشت گردوں" کی اصلاح بھی ہوتی رہی۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عظمت پناہ میں پیارے محبوب ﷺ قوم و ملت کی ہدایت کی

دعا فرماتے رہے، جو کہ قبول ہوتی رہی۔ جس کا ظہور وَرَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا ○[1] (ترجمہ: اے محبوب ﷺ! تم دیکھو گے اللہ کے دین میں لوگ فوج در فوج داخل ہوتے ہوئے) ہوا تو اسلامی ریاست کئی لاکھ مربع میل کے علاقوں میں قائم ہوگئی۔ ذکر مصطفی ﷺ، مولد رسول مکۃ المکرمہ سے نکل کر مشرق و مغرب میں ہونے لگا۔ "اَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوۡلُ اللّٰہِ" کی شہادت افریقہ کے وحشی قبائل بھی دینے لگے اور یورپ و امریکہ میں بھی جشن عید میلادالنبی ﷺ کا انعقاد ہونے لگا۔

مٹ گئے، مٹتے ہیں، مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے، نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا[2]

"دہشت گرد" اور سفیر امن کا بہروپ:

"دہشت گردوں" نے دھوکہ دے کر بعض علاقوں کے مکینوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں محمد الرسول اللہ کے منصب میں شریک کیا ہے۔ ان کذّابوں (مسیلمہ کذّاب، طلیحہ اسدی، اسود عنسی وغیرہ) نے نبوت کے جھوٹے دعوے کئے اور اس طرح "دہشت گردی" کو امن و سلامتی کا ملمع چڑھا کر پیش کیا، امن کے سفیر بن کر خلق خدا کو دھوکہ دیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کذّابوں کو کیفر کردار تک پہنچادیا اور مخلوق کو ابلیس کی تلبیس سے بچایا۔ ابلیس کی "دہشت گردی" کبھی "ابن سبا" تو کبھی "فیروز"، "ابن ملجم" تو کبھی "یزید" اور "حسن بن صباح اسمٰعیلی" کے روپ دھار کر ذکر مصطفی ﷺ

1۔ القرآن الکریم: پارہ ۳۰، سورۃ النصر، آیت ۲۔
2۔ امام احمد رضا مجدد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، حدائق بخشش۔

سے روکتی رہی۔ دوسری صدی تا ساتویں صدی ہجری تک کبھی کبھی کسی "دہشت گرد" نے اپنی ریشہ دوانیوں سے نقصان پہنچانا چاہا لیکن علماء اسلام نے بروقت "دہشت گردی" کی نشاندہی کر دی، ان ادوار میں اکثر مسلم حکمراں، علماء ومشائخ کی بات مانتے اور سمجھتے تھے لہٰذا ملت کے ان مفسدین کی دہشت گردانہ کاروائیوں کا فوری تدارک کر لیا جاتا۔

مفسدین امت کی دہشت گردی:

الملک العادل سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے برادرِ نسبتی سلطان ابو سعید مظفر الدین الاربلی رحمۃ اللہ علیہ نے جشن عید میلاد النبی ﷺ کا اجراء کیا، وہ بادشاہ بھی تھا، عالم بھی تھا اور عادل بھی۔ اس میں علماء وصالحین سب حاضر ہوئے کسی نے انکار نہیں کیا، اس سے معلوم ہوا کہ بلا انکار سب علماء وصلحاء کا اس پر اجماع ہو گیا۔ لیکن اس اجماع کے پچاس برس کے بعد تاج الدین فاکہانی مغربی پیدا ہوا، کیونکہ اس کی ولادت ۶۵۴ھ میں ہے اور اول محفل ابو سعید مظفر کی ۶۰۴ھ میں ہوئی اور انتقال اس بادشاہ مظفر کا ۶۳۶ھ میں ہوا، غرض یہ کہ اس اجماع کے بعد وفات شاہ مظفر کے بھی بعد اس فاکہانی نے مخالف جمہور ہو کر عدم جواز مولد شریف میں فتویٰ لکھا، سو فقہا و محدثین نے اس کو ردّ کیا اور بدستور قدیم جاری رہا یہ عمل مستحق التعظیم اور رائج ہو گیا تمام بلاد اسلامیہ میں شرقاً و غرباً، جنوباً و شمالاً۔[1]

تاج الدین فاکہانی (دہشت گرد) کے بعد ابن تیمیہ اور ابن قیم جوزیہ وغیرہ کہ انہوں نے ساتویں صدی ہجری میں رسول اکرم ﷺ کی شفاعت کا انکار کیا اور روضۂ مطہرہ کی جانب سفر کرنا ناجائز قرار دیا۔ رسول اکرم ﷺ سے توسل

1۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، حسن المقصد۔

اور استغاثہ کرنا بھی ناجائز قرار دے کر رسالت مآب میں گستاخی واہانت کے دہشت گردانہ جرم کا ارتکاب کیا۔ جس پر اس زمانے کے ایک مجدد برحق امام تقی الدین السبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ حرانی اور اس کے چند موافقین کا بھرپور تعاقب کیا۔

کافی عرصہ بعد نجد کے محمد بن عبدالوہاب نجدی نے انتہائی خطرناک انداز میں دہشت انگیز کاروائیاں کیں نہ صرف حضور اقدس ﷺ کی شان اقدس میں توہین کا ارتکاب کیا بلکہ مسلمانوں کا قتل عام بھی کیا۔ علماء حرمین طیبین کو شہید کیا گیا اور اپنے ساتھ "درعیہ" کے قزاقوں کو ملا کر آمرانہ حکومت کی بنیاد رکھی، موجودہ حکومت سعودیہ، اسی وہابی تحریک کے باعث قائم ہوئی۔ تحریک وہابیت بارہویں صدی ہجری، تیرہویں صدی ہجری اور چودھویں صدی ہجری (بمطابق اٹھارویں صدی تا بیسویں صدی عیسوی) میں سب سے زیادہ کھل کر "دہشت گردی" کی کاروائیاں کرتی رہی ہے اور مذہب کے نام پر مسلمانوں کو دھوکہ دیتی رہی ہے۔ قادیانیت کا تخریبی وزہریلا پودا بھی اسی وہابیت کے تخم سے ہی پھوٹا اور عالم اسلام کو شدید نقصان پہنچا۔ انگریزوں (حکومت برطانیہ) نے وہابیت اور دیوبندیت کو پھلنے اور پھولنے کے لیے وسائل مہیا کئے۔ چودھویں صدی کے مجدد برحق امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تنہا (وسائل نہ ہوتے ہوئے بھی) مقابلہ کیا۔

www.ziaetaiba.com

تیرہویں صدی اور چودھویں صدی میں دہشت گردی:

متذکرہ ان دونوں صدیوں میں زیادہ شدت کے ساتھ، میلاد رسول و ذکر رسول ﷺ کی مخالفت کی گئی، شانِ رسالت مآب ﷺ میں توہین کا ارتکاب

کیا گیا، آقائے دوجہاں ﷺ کو اپنے جیسا عام بشر کہنے کی جسارت کی گئی۔ ساتویں صدی ہجری کے دہشت گرد تاج الدین فاکہانی سے کئی گنا بڑھ کر تیرہویں اور چودہویں صدی میں دہشت گردی کا ارتکاب کیا گیا۔ رشید احمد گنگوہی نے لکھا،

"انعقادِ مجلس مولود ہر حال میں ناجائز ہے، محفل میلاد کو کنہیا کے جنم اور نصاریٰ کے بڑے دن سے مشابہت ہے۔"[1]

مولوی محمد حسین فقیر نے نظم کی صورت میں محفل میلاد کی مذمت میں لکھا،

ہزاروں فاسق وفاجر ہیں جمع محفل میں — عجیب نفس کی لذت ہے محفل میلاد
جو چشم دل بھی ہے، بینا تو دیکھ شیطاں کو — کہ اس کے زیرِ حکومت ہے محفل میلاد
حرام فعل ہو یا ہو حلال ان کے لیے — قضائے جملہ حاجت ہے محفل میلاد
چڑھی ہے داڑھی تو مونچھیں بڑھی ہیں اکثر کی — بھری انہی سے بکثرت ہے محفل میلاد
بہت ندائے رسولِ خدا میں شاغل ہیں — یہ مشرکوں کی علامت ہے محفلِ میلاد[2]

اور مانعینِ محفل میلاد (دہشت گردوں) نے لکھا،

"محفل میلاد کرنے والے ٹکڑ گدے اور پیٹ کے کتے اور ہندوؤں سے بدتر ہیں، محفل میلاد خرافات ہی خرافات ہے۔"[3]

جماعت اسلامی کے مؤسس، مودودی صاحب نے لکھا،

1۔ رشید احمد گنگوہی، فتاویٰ رشیدیہ، جلد دوم، صفحہ ۸۲۔

2۔ حربہ فقیر، بحوالہ انوارِ ساطعہ، صفحہ ۶۔

3۔ انوار ساطعہ، صفحہ ۶۔

"یہ تہوار (یعنی عید میلاد النبی ﷺ) جسے ہادی اسلام ﷺ سے منسوب کیا جاتا ہے حقیقت میں اسلامی تہوار ہی نہیں، اس کا کوئی ثبوت اسلام میں نہیں ملتا حتیٰ کہ صحابۂ کرام (رضوان اللہ عنہم) نے بھی اس دن کو نہیں منایا افسوس صد افسوس کہ اس دن کو دیوالی، اور دسہرہ کی شکل دے دی گئی ہے۔"[1]

جماعت اسلامی کے تربیت یافتہ اور ہفت روزہ "تکبیر" کے مدیر صلاح الدین نے لکھا،

"تقریبِ میلاد جسے عرفِ عام میں سالگرہ یا جشن پیدائش بھی کہا جاتا ہے اسلامی روایت نہیں، یہ مسیحی روایت ہے ..... مسیحی اقتدار میں رہ کر مسلمانوں نے بحالتِ مرعوبیت یہ سمجھا کہ نبی کا جشن ولادت گویا تکریم رسول (ﷺ) کا ایک طریقہ ہے.....حالانکہ مسلمانوں کے کسی بھی فقہی مکتب کی مسلمہ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجیے کہیں عید میلاد النبی (ﷺ) کا سراغ نہیں ملے گا .....خود رسول اللہ (ﷺ) کی زندگی میں مسلمانوں نے اپنے رسول (ﷺ) کو کیسا کیسا ہدیۂ عقیدت و محبت پیش نہیں کیا مگر کبھی ان کی سالگرہ کے جشن کا اہتمام نہیں ہوا اس لیے کہ مسلمانوں کے یہاں اس دن کے یوم مسرت ہونے کا کوئی تصور ہی نہیں ہے نہ ان کے رسول (ﷺ) نے یوم پیدائش کی اہمیت و فضیلت کا کوئی اشارہ دیا۔"[2]

قارئینِ محترم! ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ کس طرح دریدہ دہنی اور جرأت رندانہ سے عالم اسلام کے اکثریتی طبقہ (یعنی محفل میلاد منعقد کرنے

1۔ ہفت روزہ "قندیل" لاہور، ۳جولائی ۱۹۶۶ء۔
2۔ ہفت روزہ "تکبیر" کراچی، شمارہ ۴۰، ۱۳اکتوبر ۱۹۹۱ء۔

والے مسلمان) کو مشرک، ہندوؤں سے بدتر، نصرانیوں کے مقلد، بدعتی، فاسق اور فاجر قرار دیا جارہا ہے، یہ غلیظ تحریریں دہشت گردی نہیں تو اور کیا ہے؟

ملت اسلامیہ پر اس طرح کے فتاویٰ چسپاں کرنا اور انہیں ہراساں کرنا ظلم عظیم ہے۔ آیئے ہم سطور ذیل میں "ظلم" سے متعلق اور باہم مسلمانوں میں مروت و مودّت کے حوالے سے، اللہ کے رسول ﷺ کے ارشادات سے مستفیض ہوتے ہیں۔

ظلم سے متعلق احادیثِ مبارکہ

حدیث:۱

"عن ابن عمر اَنَّ النَّبِیَّ صلّی اللہُ عَلَیۡہِ وَآلہٖ وَسَلَّم قال الظُّلۡمُ ظُلُمٰتٌ یَّوۡمَ الۡقِیَامَۃِ۔" (متفق علیہ رواہ البخاری والمسلم)[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک نبی کریم ﷺ نے فرمایا "ظلم کرنا قیامت کے دن تاریکیوں کا باعث ہوگا۔"

حدیث:۲

"عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہِ ﷺ اِنَّ اللہَ لَیُمۡلِی الظَّالِمَ حَتّٰی اِذَا اَخَذَہٗ لَمۡ یُفۡلِتۡہُ۔" (متفق علیہ رواہ البخاری والمسلم)[2]

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ "رسول اکرم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت نہیں دیتا (یعنی دنیا میں اس کی عمر

1۔ محدث کبیر امام ولی الدین محمد عبداللہ الخطیب التبریزی رحمۃ اللہ علیہ (۷۴۰ھ) مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۴۳۴۔
2۔ (مشکوٰۃ ۴۳۴)۔

دراز کرتا ہے تاکہ وہ اپنے ظلم کا پیمانہ لبریز کرے اور آخرت میں سخت عذاب میں گرفتار ہو یہاں تک کہ جب اس کو پکڑے گا تو چھوڑے گا نہیں (اور وہ ظالم اس کے عذاب سے بچ کر نکل نہیں پائے گا۔)

حدیث:۳

”عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِیَّاکَ وَدَعْوَۃَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّمَا یَسْأَلُ اللّٰہُ حَقَّہٗ وَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَمْنَعُ ذَا حَقٍّ حَقَّہٗ۔“ (رواہ البیہقی) [1]

ترجمہ: حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا”اپنے آپ کو مظلوم کی بددعا سے بچاؤ (یعنی کسی پر ظلم نہ کرو کہ وہ تمہارے حق میں بددعا کرے) کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا حق مانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی صاحبِ حق کو اس کے حق سے محروم نہیں کرتا۔“

حدیث: ۴:

”عَنْ اَوْسِ بْنِ شُرَحْبِیْلَ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ مَّشٰی مَعَ ظَالِمٍ لِیُقَوِّیَہٗ ھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِ سْلَامِ۔“ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان) [2]

ترجمہ: حضرت اوس ابن شرحبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا”جو شخص ظالم کی تقویت و تائید کے لیے اس کے ساتھ چلے یعنی اس کی موافقت و حمایت کرے

1۔ سنن کبریٰ،۷: ۸۴۔ مجمع الزوائد ۲: ۴۰۔ مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۴۳۶، باب الظلم۔

2۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۳۶۔

اور وہ اس امر سے باخبر ہو کہ میں جس کی تائید کر رہا ہوں وہ ایک ظالم انسان ہے تو وہ شخص اسلام سے خارج ہو جاتا ہے یعنی کمالِ ایمان سے محروم ہو جاتا ہے۔"

حدیث:۵

"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوْ الْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِصَلٰوةٍ وَّ صِیَامٍ وَّ زَکٰوةٍ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَ اَکَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَیُعْطٰی هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُّقْضٰی مَا عَلَیْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ۔" (رواہ المسلم) [1]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے "بیشک رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا! کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: ہم میں سے مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ تو درہم و دینار ہو، اور نہ سامان و اسباب۔ اس پر حضور انور ﷺ نے فرمایا! میری امت میں بے شک وہ مفلس ہے جو قیامت کے دن (میدانِ حشر میں) نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے ساتھ اس حال میں آئے گا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہو گی، کسی پر تہمت لگائی ہو گی، کسی کا مال غصب کیا ہو گا کسی کا خون بہایا ہو گا اور کسی کو مارا پیٹا ہو گا، چنانچہ اس کی نیکیوں میں سے

1۔ مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۴۳۵۔

کسی مظلوم (صاحبِ حق) کو نیکیاں دی جائیں گی (سب مظلوموں کو ان کے حق کے بقدر اس شخص کی نیکیوں میں سے تقسیم کیا جائے گا) یہاں تک کہ اگر اس کے ان گناہوں کا فیصلہ ہونے سے پہلے پہلے اس کی تمام نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو ان حقداروں اور مظلوموں کے گناہ (جو انہوں نے دنیا میں کیے ہوں گے) ان سے لے کر اس شخص پر ڈال دیے جائیں گے اور پھر اس شخص کو جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔"

حدیث:٦

"عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ لَا تَكُوْ نُوْا اِمَّعَةً تَقُوْلُوْنَ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَحْسَنَّا وَ اِنْ ظَلَمُوْا ظَلَمْنَا وَلٰكِنْ وَطِّنُوْا اَنْفُسَكُمْ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَنْ تُحْسِنُوْا وَاِنْ اَسَآءُ وْا فَلَا تَظْلِمُوْا۔" (رواہ الترمذی)[1]

ترجمہ: حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "تم اس طرح نہ کہو کہ اگر لوگ ہمارے ساتھ ظلم کریں گے تو ہم بھی ان کے ساتھ ظلم کریں گے بلکہ تم اپنے آپ کو اس امر پر قائم رکھو کہ اگر لوگ بھلائی کریں تو تم بھی بھلائی کرو اور اگر لوگ برائی کریں تو تم ظلم نہ کرو۔"

مظلوم کی مدد، ظالم کی اصلاح:

حدیث مبارکہ:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرور مرسلاں حامی بیکساں ﷺ نے فرمایا، "اپنے بھائی کی مدد کرو، خواہ وہ ظالم

1۔ مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۴۳۵۔

www.ziaetaiba.com

ہو یا مظلوم، صحابہ نے عرض کیا: مظلوم کی مدد تو سمجھ میں آتی ہے لیکن ظالم کی مدد کیسے کی جائے؟ فرمایا! ظالم کو ہاتھ سے پکڑ لو اور جہاں تک ممکن ہو اسے ظلم نہ کرنے دو۔" (رواہ البخاری) [1]

ظلم کی نحوست:

"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَجُلًا یَقُوْلُ اِنَّ الظَّالِمَ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ فَقَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ بَلٰی وَ اللهِ حَتّٰی الْحُبَارٰی لَتَمُوْتُ فِیْ وَکْرِ هَا هُزْلًا بِظُلْمِ الظَّالِمِ۔" (رواہ البیھقی فی شعب الایمان) [2]

ترجمہ و تشریح: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ظالم حقیقت میں اپنا ہی نقصان کرتا ہے دوسروں تک اس کے ظلم کے اثرات نہیں پہنچتے اس پر حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا! بیشک بخدا ایسا ہی ہے لیکن ظلم کی نحوست سے بارش بند ہو جاتی ہے اور پانی کی قلت سے کھانے پینے کی چیزیں نایاب ہو جاتی ہیں جس کے نتیجے میں انسان و حیوان قحط و خشک سالی سے مرنے لگتے ہیں یہاں تک کہ سرخاب (حبارٰی) پرندہ بھی اپنے گھونسلے میں ہی سوکھ سوکھ کر مر جاتا ہے جو اپنے چارے اور پانی کی تلاش میں دور دراز کے علاقوں تک کی رسائی رکھتا ہے۔ ظلم کی نحوست کے اثرات بیان کرنے کے لیے خاص طور پر سرخاب کا ذکر کیا گیا ہے۔

1۔ مشکوٰۃ شریف۔

2۔ مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۴۳۶۔

امن پسند کون ہیں؟

اللہ تعالیٰ سبحانہٗ وجلّ جلالہٗ ارشاد فرماتا ہے،

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ○[1]

ترجمہ: وہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی ناحق کی آمیزش نہ کی انہیں کے لیے امن ہے اور وہ راہ پر ہیں۔ (کنزالایمان)

اس آیت مقدسہ میں مخلص ایمان والوں کو صاحبانِ امن قرار دیا گیا ہے اور جیسے قرآن اور صاحبِ قرآن (ﷺ) نے امن والا بنایا ہے وہ کیوں نہ امن وسلامتی کے نظریات کے داعی ہوں گے؟

افضل مسلمان کون:

حدیث مبارکہ: ایک صحابی حضرت عمرو بن عنبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے سوالات کے جوابات میں حضور سید عالم محمد الرسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"عرض کیا! کس شخص کا اسلام افضل ہے؟ فرمایا! جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ عرض کیا! کس کا ایمان بہتر ہے؟ فرمایا! جس کے اخلاق وعادات اچھے ہوں۔" (رواہ الاحمد)[2]

یہ حدیث شریف مسلمانوں کی تعمیر شخصیت کے لیے راہنما اصول کا درجہ رکھتی ہے کہ جس کے نتیجے میں مسلمان، مسلمان کے لیے بے ضرر اور خیر خواہ ہوتا ہے۔

1۔ القرآن الکریم، پ۷، سورۃ انعام، آیت ۸۳۔

2۔ مشکوٰۃ شریف ۱۶۔

www.ziaetaiba.com

مسلمانوں میں باہمی رحمت و مؤدّت:

حدیث مبارکہ: حضرت سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اکرم محبوب محتشم ﷺ نے ارشاد فرمایا!

"تم دیکھو گے اس طرح مومنین آپس میں رحم کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور شفقت کرتے ہیں جیسے کہ ایک جسم ہیں، جب جسم میں کوئی عضو بیمار ہو جائے تو تمام عضاء بیقرار اور درد مند ہو جاتے ہیں۔" (رواہ البخاری والمسلم)[1]

باہمی محبت کا اجر عظیم:

حدیث مبارکہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "بے شک ایک جنتی مرد جنت میں کہے گا کہ میرے فلاں دوست کا کیا ہوا حالانکہ اس کا دوست جہنم میں داخل کر دیا گیا ہو گا پس اللہ تعالیٰ حکم صادر فرمائے گا کہ اسے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دو جب جہنمی دیکھیں گے تو افسوس سے کہیں گے کہ ہمارا کوئی خالص ہمدرد دوست نہیں کہ ہمیں بھی دوزخ سے نجات دلا دے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا قول مبارک:

اسی حدیث شریف کے پیش نظر حضرت مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے ارشاد فرمایا: اے مسلمانو! تم اپنے مسلمان بھائیوں کی محبت اور دوستی کو اختیار کرو تاکہ تمہارا مسلمان بھائی تمہاری شفاعت کر کے تمہیں اپنے ساتھ جنت میں اسی مقام میں رکھے جہاں وہ خود اعلیٰ درجات میں ہے۔[2]

1۔ مشکوٰۃ شریف ۴۲۲۔

2۔ نہج البلاغہ۔

بداخلاقی اور بدزبانی پر اللہ عزوجل کی ناراضگی

حدیث مبارکہ:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"اہل ایمان کے میزان میں قیامت کے دن حسن خلق سے زیادہ کوئی چیز وزنی نہیں ہوگی اور بے شک اللہ تعالیٰ بد خلق اور بدزبان پر غضب کرتا ہے۔[1]

اور مسلمانوں کی باہمی محبت کے اظہار کے لیے تین اہم امور کی نشاندہی میں ارشاد فرمایا: "بیمار کی عیادت کرو، بھوکے کو کھانا کھلاؤ، اور قیدی کی رہائی کا انتظام کرو۔"[2]

اخوت ایک محکم عمارت:

"قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَلْمؤمِنُ کَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُہٗ بَعْضًا، ثُمَّ شَبَّکَ بَیْنَ اَصَابِعِہٖ۔"[3]

ترجمہ: مسلمان، مسلمان کے لیے عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو قوت پہنچاتا ہے۔

پھر آپ ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پیوست کرکے بتایا:

1۔ رواہ الترمذی۔

2۔ بخاری شریف۔

3۔ بخاری، مسلم، ابوموسیٰ۔

www.ziaetaiba.com

اس حدیث مبارکہ میں اسلامی معاشرہ کو عمارت سے تشبیہہ دی گئی ہے کہ جس طرح اس کی اینٹیں ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہوتی ہیں اسی طرح مسلمانوں کو آپس میں چمٹے رہنا چاہیے اور پھر جس طرح ہر اینٹ دوسری اینٹ کو قوت اور سہارا دیتی ہے اس طرح انہیں بھی ایک دوسرے کو سہارا دینا چاہیے۔ نیز جس طرح بکھری ہوئی اینٹیں باہم جُڑ کر مضبوط عمارت کی شکل اختیار کر لیتی ہیں اسی طرح مسلمانوں کی قوت کا راز ان کی اجتماعیت میں ہے اگر وہ بکھری ہوئی اینٹوں کی مانند رہے تو ان کو ہوا کا ہر جھونکا اڑا کر لے جا سکتا ہے اور پانی کا ہر ریلا خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جا سکتا ہے۔

مسلمان کے جان و مال کی حرمت:

"قَالَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، اَلَا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَیْکُمْ دِمَاءَ کُمْ وَاَمْوَالَکُمْ کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِکُمْ هٰذَا، اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالُوْ نَعَمْ! قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثًا، وَیْلَکُمْ اَوْ وَیْحَکُمْ، اُنْظُرُوْ اَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ کُفَّارًا اَیَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔[1]

ترجمہ: حضور ﷺ نے اپنے آخری حج میں (جس کے بعد آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے) امت کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "سنو! اللہ نے تمہارا خون اور مال و آبرو محترم قرار دیا ہے، جس طرح تمہارا یہ مہینہ اور یہ شہر محترم ہیں۔ سنو کیا میں نے تم کو پہنچا دیا؟".....لوگوں نے کہا: "ہاں آپ ﷺ نے پہنچا دیا۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! تو گواہ رہنا کہ میں نے امت کو پیغام پہنچا دیا۔" یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمائی، پھر فرمایا: "سنو! دیکھو

1۔ بخاری۔ ابن عمر۔

میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ تم مسلمان ہو کر آپ میں ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔"

درود و سلام پڑھنے والے امن پسند ہیں:

علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی مدظلہ العالی لکھتے ہیں:

"علمائے اہلسنّت و جماعت نہایت پر امن ہیں، نہایت خاموش ہیں، کبھی مسجدوں اور خانقاہوں سے باہر نکل کر کسی کو نہیں للکارا، کسی حجرہ سے احتجاج کی آواز بلند نہیں کی، کسی مسجد سے بجز یارسول اللہ ﷺ کے نعرے بلند نہیں کیے اور کسی کو کچھ نہیں کہا گیا یہ لوگ تو اپنے بے راہ حکمرانوں کے مظالم کے خلاف بھی حجرہ میں بیٹھ کر سسکیاں بھرتے رہتے ہیں، ہاں کبھی کبھی دبے دبے لفظوں میں ملک کے ظالموں، سود خوروں، حرام کاروں، زانیوں، کلبوں میں ناچنے والے اور نچانے والے شرابیوں اور کبابیوں کے خلاف آیات سنا لیتے ہیں یہ ایسے بھلے لوگ ہیں کہ بدمعاشوں کو بھی بھلامانس کہہ کر بلاتے ہیں..... سنی علمائے کرام پر امن لوگ ہیں۔ درود و سلام پڑھنے والے درویش ہیں۔ خانقاہوں میں نذر و نیاز پر گزارہ کرتے ہیں۔ ان میں کوئی "دہشت گرد" نہیں۔ ان میں پیرزادے ہیں جو ساری ساری رات عاشقانِ رسول ﷺ کی مجالس میں نعت پڑھنے اور پڑھانے والوں کے درمیان بیٹھے رہتے ہیں۔..... اگر یہ بھی ہاتھیوں کی زد میں آ گئے تو کتنی ستم ظریفی ہے..... یہاں برصغیر پاک و ہند میں اکبر بادشاہ نے کن کن جلیل القدر علمائے کرام کو قتل نہیں کیا۔ کن کن علمائے کرام کو قلعوں کے قید خانوں میں بند نہیں رکھا۔ کن کن علمائے عظام کو ملک بدر نہیں کیا۔ پنجاب کے سکھوں نے ایک لاکھ سے زیادہ علمائے کرام کو تلاش کر کے قتل کیا۔ جنگ آزادی کے بعد

انگریزوں نے تین لاکھ سے زیادہ علمائے کرام کو پھانسیوں پر لٹکا دیا۔ جب پھانسی خانے تنگ ہو جاتے تو سڑکوں کے کنارے درختوں کے تنوں سے پھانسی کا کام لیا جاتا۔ جنگ آزادی کے بعد دہلی میں ایک ہی دن میں تین ہزار علماءِ کرام کو پھانسی پر لٹکایا گیا۔ میرٹھ میں ایک دن میں پانچ سو علمائے کرام کو درختوں سے باندھ کر پھانسی دی گئی جب پھانسیوں سے بھی کام نہ بنا تو چھاؤنیوں میں توپوں کے سامنے کھڑا کر کے گولوں سے اڑا دیا جاتا۔ لاہور کے علمائے کرام کو چن چن کر موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ ہمارے علمائے کرام اس خانوادۂ اہل حق سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمارے علمائے کرام ان جاںثارانِ اسلام کے قافلے کی گرد ہیں۔ ہمارے علمائے کرام ان مجاہدین کے کارواں کا حصہ ہیں۔ آج ہم خاموش ہیں مگر سر بلند ہیں۔ آج ہم چپ ہیں مگر "قیامت بہ سینہ داریم" ہم نظریں نیچی رکھتے ہیں مگر "نگاہ بلند سخن دلنواز و جاں پر سوز" کے مالک ہیں۔[1]

دہشت کی تحقیق وانسداد کرنا سنت ہے:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "(کسی شبہ کی بنا پر) مدینۃ المنورہ میں گھبراہٹ پیدا ہو گئی (غالباً دشمن کی لشکر کی آمد کا شبہ پیدا ہو گیا تھا جس کی وجہ سے مدینۃ المنورہ میں رہنے والوں میں خطرہ کا احساس بیدار ہوا۔ جس جانب سے خطرہ کا شبہ تھا وہاں (بغرض تحقیق) کوئی نہیں گیا، رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا گھوڑا عاریتاً طلب فرمایا جس کا نام "مندوب" اس لیے رکھا گیا تھا کہ وہ سست رفتار تھا۔ آقائے دو جہاں ﷺ اسی گھوڑے پر سوار ہو کر تحقیق کے لیے تشریف لے گئے، کچھ دیر

1۔ جہانِ رضا، شمارہ اگست ۲۰۰۲ء، صفحات ۶ تا ۸۔

بعد آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے اہلیان مدینہ طیبہ کو اطمینان دلایا اور فرمایا کہ میں نے کچھ نہیں دیکھا، خطرہ کی کوئی بات نہیں۔ نیز فرمایا کہ اس گھوڑے کو سست رفتار کہتے ہو جبکہ ہم نے اسے بحر رواں پایا ہے۔"[1]

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ معاشرہ میں اگر کسی قسم کی بے چینی و اضطراب ہو اور اس کی وجہ نامعلوم دہشت ہو تو رسول ﷺ کی سنت مبارکہ یہی ہے کہ دہشت کے مراکز کو کھنگالا جائے، جس جانب سے خطرہ محسوس ہو رہا ہے وہاں جا کر اطمینان کر لیا جائے تاکہ ریاست میں آباد قوم اور رعایا مطمئن و مسرور ہوں۔ اگر معاشرہ خوفزدہ اور دہشت زدہ ہو تو امور دنیا تو کجا امور دین کا بجالانا بھی مشکل ہوتا ہے۔ حدیث شریف سے ثابت شدہ سنت مبارکہ کے عمل سے یہ فائدہ بھی حاصل ہو گا کہ محض مفروضوں (افواہوں) کے باعث پیدا ہونے والی بے چینی دور ہو گی اور ریاست میں آسودگی و سلامتی کا تشفی بخش احساس بھی ہو گا، رعایا میں اعتماد کا ماحول بحال و برقرار رہے گا جس کے نتیجے میں اس بازگشت کہ "بھیڑیا آیا، بھیڑیا آیا" سے ہراساں و سراسیمہ نہیں ہونگے۔

انسداد دہشت کی برکتیں:

مندرجہ بالا حدیث شریف کے مطالعہ سے پیارے کریم آقا ﷺ کے ایک معجزہ اور بابرکت نتیجہ کا ادراک ہوتا ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کے بارے میں فرمایا کہ یہ مندوب نہیں یعنی یہ سست روی سے دھیمے دھیمے چلنے والا تو نہیں یہ تو بہت بہترین اور تیز رفتار گھوڑا ہے۔ در حقیقت گھوڑا تو سست رفتار ہی تھا لیکن محبوب خدا

1۔ بخاری و مسلم۔

ﷺ کے سوار ہونے کی برکت سے وہ تیز رو اور سبک رفتار ہو گیا، جیسا کہ شیر خوارگی (ایام رضاعت) میں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی لاغر، کمزور اور سست رفتار اونٹنی سبک رفتار اور تیز گام ہو گئی تھی یہ آقائے کائنات، فخر موجودات ﷺ کا عظیم معجزہ ہے کہ آپ کے سبب سے جانوروں کی عادات و صفات بھی بدل جاتی ہیں۔

معجزہ برحق کے علاوہ حدیث شریف کے مطالعہ کی برکت سے راقم کا ذہن اس طرف بھی گیا کہ فلاح امت اور تحفظ ریاست میں جو وسائل استعمال کئے جائیں اگرچہ استعداد و قابلیت کے اعتبار سے زیادہ قوی و مستحکم (مضبوط، پاور) نہ ہوں لیکن بہبودئ امت کی وجہ سے اور سنت رسول ﷺ پر عمل کی برکت کی وجہ سے اس کی طاقت و توانائی میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔

ایک لطیف نکتہ:

اہلیان مدینۃ المنورہ کے اضطراب کو دور کرنے کے لیے فوری اقدام ضروری تھا اسی وجہ سے رسول اکرم ﷺ نے کسی اور کو حکم دینے کی بجائے خود فوری قدم اٹھائے، اس فوری قدم کے لیے تیز رفتار گھوڑے کی ضرورت تھی لیکن آپ ﷺ نے حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے سست گھوڑے کا انتخاب فرمایا تاکہ اس عمل سے فلاحِ امت کے لیے کام آنے والے وسائل کی برکتیں ظاہر ہوں اور مسلمانوں کو یہ یقین حاصل ہو جائے کہ جب مستعمل وسائل کے نتائج حیرت انگیز ہو سکتے ہیں تو بفضل الٰہی ملت کی پاسبانی کے لیے شجاعت و جرأت کے ثمرات فتح و نصرت کی صورت میں ظاہر ہو سکتے ہیں۔

www.ziaetaiba.com

نیز یہ بھی معلوم ہوا، دین وملت کی پاسبانی کی خاطر مسلمانوں کا معمولی پاور کا اسلحہ دشمن کے زیادہ قوت والے اسلحہ پر غالب آسکتا ہے۔

بہادری بھی سنت رسول ﷺ ہے:

اسی حدیث شریف سے حضور سید عالم ﷺ کی شجاعت اور احساس ذمہ داری کی صفت کا بھی عرفان حاصل ہوا۔ حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ خطرہ کے موقع پر تحقیق و تجسس کے لیے تن تنہا تشریف لے گئے اور وہ بھی سست گام گھوڑے پر سوار ہو کر لیکن واپس تشریف لا کر اپنے غلاموں(اصحاب رسول) کو مژدۂ رحمت سنایا کہ بے خوف اور بے خطر مطمئن ہو کر اپنے اپنے معاملات و مشاغل میں مصروف ہوں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو کیسی طمانیت قلبی حاصل ہوئی ہوگی؟ جب رحمت و کرم والی سرکار نے سرکاری پیغام دیا کہ کوئی خطرہ نہیں۔ اگر کسی اور نے یعنی کسی بھی صحابی نے یہ تحقیق کر کے اطلاع دی ہوتی تو ریاست میں رعایا کو ایسا سکون نصیب نہیں ہوتا کیونکہ مدینہ طیبہ کی ریاست میں آباد سب (اپنے بیگانے) جانتے ہیں کہ نبی آخر الزماں ہی حامئ بیکساں ہیں آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی بہادر نہیں اور آپ سے بڑھ کر کوئی صادق نہیں۔ یقینا آپ ﷺ اپنے وصفِ جرأت سے تحقیق کے بعد سچائی کے ساتھ فرمارہے ہیں کہ مطمئن ہو جاؤ، کوئی خطرہ ودہشت نہیں۔

www.ziaetaiba.com

میلاد شریف، دہشت گردی اور حکمران:

اسلامی ریاست یا مملکت میں بسنے والے ہر شہری کے عقائد و نظریات کچھ بھی ہوں، ان کے جان ومال اور عزت و آبرو کی سلامتی کی ذمہ داری حکمرانوں پر عائد ہوتی ہے۔ وطن عزیز پاکستان میں مختلف ادیان و مذاہب کے ماننے والے

رہتے اور بستے ہیں۔ یہاں ہندو، نصرانی، سکھ، پارسی اور قادیانی آباد ہیں۔ کسی مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ان پر ظلم و ستم کرے یا ان کا خون بہائے۔ ہاں البتہ اگر کوئی غیر مسلم اسلام کے بنیادی عقائد مثلاً تقدیس الوہیت، ناموسِ رسالت ﷺ، دیگر انبیاء کرام کی شان و عظمت، کلام الٰہی قرآن مجید، صحابہ کرام اوراہلبیت اطہار (علیہم الرضوان اجمعین) کی جناب میں توہین و گستاخی کا مرتکب ہو گا، تو اس صورت میں اس غیر مسلم کے خلاف مقدمہ درج کرایا جائے گا اور انصاف و دیانت کے اصولوں کے مطابق اسے سزا دی جائے گی، یہاں یہ امر واضح رہے کہ متذکرہ توہین و گستاخی کا ارتکاب اگر کوئی مسلمان بھی کرے گا تو وہ بھی کسی رعایت کا مستحق نہیں ہو گا۔ تاہم سزا دینے کا یہ حق کسی عام آدمی کو حاصل نہیں ہو گا، صرف اور صرف پاکستان کی عدلیہ کو یہ حق حاصل ہے۔ ایسے مذہبی حساس نوعیت یا عام معمولی چوری کے مقدمات اگر عوام خود طے کرنے لگیں تو ملک میں انارکی وبدامنی پھیلے گی اور فساد برپا ہو جائے گا۔ اسی لیے شہریوں کو تحفظ فراہم کرنے کی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے اور حکومت قوانین وضع کر کے امن و امان کو قائم رکھنے اور شہریوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کی ضمانت فراہم کرنیکی ذمہ دار ہے۔ اسلام نے بھی حکمرانوں کی ذمہ داریوں کو بیان کر کے انہیں عدل و انصاف کی فراہمی کو یقینی بنانے کا پابند کیا ہے اس ضمن میں چند احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

عادل حاکم کا اعزاز و اکرام:

حدیث مبارکہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "اہلِ حکومت اور اربابِ

اقتدار میں عدل و انصاف کرنے والے بندے اللہ تعالیٰ کے یہاں روز آخرت نور کے منبروں پر، اللہ تعالیٰ کے دائیں جانب ہونگے، اور اس کے دونوں ہاتھ دائیں ہی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہونگے جو اپنے فیصلوں میں اپنے اہل و عیال اور متعلقین کے معاملات میں اور اپنے اختیارات کے استعمال کے بارے میں عدل و انصاف سے کام لیتے ہیں۔[1]

تشریح:

یہاں یہ واضح رہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ دائیں ہی ہیں" اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح عام طور پر دایاں ہاتھ زیادہ مضبوط ہوتا ہے اور بایاں ہاتھ اس کی بہ نسبت کمزور ہوتا ہے، تو اپنے بشری اعضاء کی توانائی کے مطابق اللہ تعالیٰ کے لیے گمان نہ رکھا جائے۔ نیز قرآن کریم میں یا احادیث شریف میں جہاں کہیں اللہ تعالیٰ کے لیے "ہاتھ" یا "چہرہ" کے کلمات کا استعمال ہوا ہے، تو اس سے ہمارے جیسے "ہاتھ" یا "چہرہ" مراد نہیں ہے۔ قرآن مجید یا احادیث مقدسہ میں بطور تمثیل (مضمون کو قابل فہم) بنانے کے لیے بیان ہوئے ہیں۔

حدیث مبارکہ: حضرت سیدنا ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور اقدس سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا، "عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کرنے والے حاکم قیامت کے دن اللہ کو دوسرے سب لوگوں سے زیادہ محبوب اور پیارے ہونگے اور ان کو اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ قرب حاصل ہوگا۔ جبکہ اس کے برعکس وہ ارباب اقتدار قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو

1۔ رواہ المسلم۔

سب سے زیادہ مبغوض اور سخت ترین عذاب میں مبتلا ہوں گے جو بے انصافی کے ساتھ حکومت کریں گے۔[1]

حدیث مبارکہ: حضرت سیدنا عبد اللہ بن اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قاضی (یعنی حاکم عدالت) کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق اس کی رفیق رہتی ہے) جب تک وہ عدل و انصاف کا پابند رہے، پھر جب وہ بے انصافی کا رویہ اختیار کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے الگ اور بے تعلق ہو جاتا ہے اور پھر شیطان اس کا ہمدم اور رفیق ہو جاتا ہے۔"[2]

جنتی اور دوزخی قاضی و حاکم:

حدیث مبارکہ: حضرت سیدنا بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے، نبی آخری الزماں ﷺ نے فرمایا، "قاضی و حاکمان عدالت تین قسم کے ہیں، ان میں سے ایک جنت کا مستحق، اور دو دوزخ کے مستحق ہیں، جنت کا مستحق وہ حاکم عدالت ہے جس نے حق کو سمجھا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا، اور جس حاکم نے حق کو سمجھنے کے باوجود ناحق فیصلہ کیا وہ دوزخ کا مستحق ہے اور اسی طرح وہ حاکم بھی دوزخ کا مستحق ہے جو بے علم اور ناواقف ہونے کے باوجود فیصلے کرنے کی جرأت کرتا ہے۔[3]

1۔ رواہ الترمذی۔

2۔ جامع الترمذی۔

3۔ ابو اؤد شریف، سنن ابن ماجہ۔

حکمراں عوام کی خیر خواہی کریں:

حدیث مبارکہ: حضرت سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، فرماتے تھے، "جس بندہ کو اللہ تعالیٰ کسی رعیّت (عوام) کا حاکم و نگراں بنائے اور وہ عوام کی خیر خواہی وہ بھلائی پوری پوری نہ کرے تو وہ حکمران جنت کی خوشبو بھی نہ پاسکے گا۔[1]

تشریح:

واضح رہے کہ جنت کی خوشبو جنت کی راہ سے پانچ سو برس کی مسافت سے بھی محسوس ہوتی ہے۔

محافل میلاد کے جواز پر علمائے حرمین کے فتاویٰ:

اس میں کوئی شک نہیں کہ عرب و عجم میں محافل میلاد کا انعقاد انتہائی عقیدت و احترام سے کیا جاتا ہے اور علماء و مشائخ، عوام و خواص خوش دلی سے شریک ہوتے ہیں، جب دہشت گرد مانعین میلاد نے شرک و بدعت کے فاسد فتوے جاری کرنے شروع کیے تو محافل میلاد کے انعقاد پر قرآن و احادیث سے مبرہن و مدلل متفقہ فتویٰ جاری کیا گیا جس پر علمائے عرب و عجم نے دستخط اور مواہیر ثبت کیے۔ اس ضمن میں سطور ذیل میں علمائے حرمین کے دستخط و مواہیر ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔

1۔ متفق علیہ رواہ البخاری والمسلم۔

﴿عرب شریف کا فتویٰ﴾

فتاویٰ عظیم فی استجاب مولد النّبی الکریم

استفتاء: بسم اللہ الرّحمن الرّحیم ط ما قولکم رحمکم اللہ ان ذکر مولد النّبی ﷺ والقیام عند ذکر الولادۃ خاصہ مع تعیین الیوم وتزئیین المکان و استعمال الطیّب وقرأۃ سورۃ من القراٰن واطعام الطعام للمسلمین ھل یجوز ویثاب فاعلہ ام لا بیّنوا جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء ط (۱۲۸۸ھجری)

ترجمہ: فتاوی بڑا مولد شریف مستحب ہونے میں۔ اللہ کے نام کیساتھ شروع جو بخشش کرنے والا مہربان ہے۔ کیا فرماتے ہیں اللہ تم پر رحم کرے اس امر میں کہ ذکر مولد شریف نبی ﷺ اور کھڑا ہونا نزدیک ذکر پیدا ہونے کے خاص کو ساتھ معین کرنے دن کے اور آراستہ کرنے مکان اور استعمال خوشبو کے اور پڑھنا کسی سورۃ کا قرآن شریف سے اور کھانا کھلانا مسلمانوں کو آیا درست ہے یہ عمل مجموعی اور ثواب ملتا ہے کرنیو الوں کو یا نہیں بیان کرو اللہ تعالیٰ جزا دے گا اچھی۔

جواب: الحمد للہ الّذی رفع السّمآء بلا عمدٍ ط اسئلہ العون و التوفیق والمدد ما علم انّ ذکر مولد النّبی ﷺ و جمیع مناقبہٖ والحضور اسماعہٖ لسنۃٌ لماروی انّ حسّاناً یفاخر عن رسول اللہ ﷺ بحضرتہٖ والنّاس یجتمعون بسماعہ بل النّبی ﷺ یدعو الحسّان ویوضع لہ منبر فیفاخر عنہ قآئمًا علیہ لٰکنّ عمل المولد

www.ziaetaiba.com

الشریف علیٰ ھٰذا الھیئة المجموعیّة تبعیین الیوم و القیام و اطعام وغیر ذالك ممّا ذکر فی السوال بدعةٌ حسنةٌ مستحبّةٌ لا مانع الحصول الثّواب بما بواسطة القصد الحسن والاسیّما اذا قترن بالتّحلیل والتعظیم و الفرح والسّرور بیوم مولد النّبی العظیم یرجیٰ ان یکون جزآءہٗ من الکریم ؕ ان ید خلہٗ بفضلہٖ العمیم ؕ جنّت النعیم ؕ ولم یزل اھل الاسلام یعتنون ویحتلفون یصنع مولد النّبی علیه الصّلوٰة والسّلام و یعملون الماکولات النفسیّه و یتصدّقون بانواع الصدّقات ویسّرون بذالك غایة السّرور ویزیدون فی المبّرات و یتشرّفون بقرأة المولد الکریم ؕ یظھر علیھم من برکاتہٖ کلّ فضل عمیم فرحم اللّٰہِ امراءً اتخذ لیالی شھر ذالك المولد المبارك وایّامہٗ اعیار الیکون اشدّ علة علیٰ من فی قلبه مرض وعناد کما فی المواھب اللّدنیة والحاصل انّ ما یصنع من الولائم فی الموالد الشریف و قراء تہٗ بحضرة المسلمین واتّفاق المبّرات والقیام عند ذکرو لادة الرّسول الامین ورش مآء الوردومن ایقادالبخور وتزئین المکان وقراء ة شئ من القرآن والصّلوٰة علی النّبی ﷺ واظھار لفرح السّرور فلا شبھه فی انّه بدعةٌ حسنةٌ مستحبة و فضیلة شریفة مستحسنة اذلیس کلُّ بدعة حرام بل قدیکون واجبة لنصب الادلة ردّ اعلی الفرق الضّالة وتعلم النّحو وسآئر العلوم المعیّنة علی فھم الکتاب والسّنّة کما ینبغی و

مندربۃ کبناء الرّبط والمدارس ومباحۃ کالتّوسع فی الماکل والمشارب اللذیذۃ والثّیاب کما فی شرح المنادی علی الجامع الصّغیر من تہذیب النووی فلا ینکرھا الّا مبتدع لّا استماع لقومہ بل علیٰ حاکم الاسلام ان یعزّرہٗ واللہ اعلم وصلّی علیٰ سیّدنا محمّد واٰلہٖ واصحٰبہٖ وسلّم ؕ۔[1]

ترجمہ: سب تعریف خدا کو جس نے بلند کیا آسمان کو بغیر ستون کے مانگتا ہوں اس سے نصرت اور توفیق اور مدد جان لو کہ تحقیق ذکر حضرت ﷺ کے پیدائش ہونے اور سب ان کے اوصاف کا اور اس کے سننے کے لیے حاضر ہونا سنت ہے اس لیے کہ منقول ہے کہ تحقیق حسان (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) مدح اور اوصاف بیان کرتے تھے حضرت ﷺ کے سامنے اور لوگ جمع ہوا کرتے تھے سننے کے واسطے بلکہ حضرت نبی ﷺ دعا کرتے حسّان (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کو اور بچھاتے تھے واسطے ان کے منبر پس وہ مناقب بیان کرتے تھے کھڑے ہو کر اس پر لیکن کرنا مولود شریف کا اوپر اس صورت مجموعی کے ساتھ معین کرنے دن کے اور کھڑا ہونا اور کھانا کھلانا اور سوا اس کے جس چیز کا ذکر آیا سوال میں ان سب چیزوں کو مولد کرنا بدعت حسنہ کا ثواب ہے۔ کوئی روکنے والا نہیں حصول ثواب سے بسبب ارادہ نیک اور خاص کر جبکہ مقرن ہو تا ساتھ بزرگی اور تعظیم اور فرحت اور خوشی پیدا ہونے بڑے پیغمبر خدا ﷺ کے امید ہے کہ ہو گی جزا کرنے والے کو اللہ کریم یہ کہ داخل کرے

1۔ میلاد اکبر صفحہ ۸۸ تا ۹۰..... انوارِ ساطعہ، صفحہ ۲۵۰۔

اس کو اپنے فضل سے بہشت میں اور ہمیشہ سے مسلمان لوگ اہتمام کرتے ہیں مولد النبی ﷺ اور عمل کرتے ہیں اچھے اور کھانے دیتے ہیں اور طرح طرح کی خیراتیں اور نہایت خوشی کرتے ہیں اس کی اور زیادہ نیکیاں اور بزرگیاں حاصل کرتے ہیں مولد شریف پڑھنے سے اور ظاہر ہوتا ہے ان پر مولد شریف کی برکتوں سے ہر طرح کا فضل عام پس رحم کرے اللہ اس بندے پر جو بنادے مولد مبارک مہینہ کی راتوں اور دنوں کو ایام خوشی کے تو کہ ہوئے سخت مصیبت اس پر جس کے دل میں بیماری اور دشمنی ہے جیسا کہ مواہب الدنیہ میں ہے اور حاصل یہ کہ جو کھانے کیے جاتے ہیں مولد شریف میں اور پڑھنا اس کا مسلمانوں کے سامنے اور خرچ کرنا نیکیوں کا اور کھڑا ہونا نزدیک ذکر پیدا ہونے رسول امین ﷺ کے اور چھڑکنا گلاب کا اور جلانا لوبان کا اور مزیّن کرنا مکانوں کا اور پڑھنا قرآن شریف سے اور درود پڑھنا اپنے نبی ﷺ کے اور ظاہر کرنا فرحت اور خوشی کا پس کچھ شبہ نہیں اس بات میں کہ یہ عمل مجموعی بدعت نیک ثواب کا کام ہے اور فضیلت بڑی پسندیدہ ہے اس لیے کہ ہر بدعت حرام نہیں ہوتی بلکہ کچھ بدعت واجب ہوتی ہے جیسے قائم کرنا دلیلوں کا واسطے رد کرنے گمراہی فرقوں کی اور سیکھنا علم نجوم کا اور جتنے علم مدد کرتے ہیں اوپر قرآن اور حدیث سمجھنے کے بخوبی اور بعضے بدعت فعل ثواب ہوتے ہیں جیسے بنانا مسافر خانوں کا اور مدرسوں کا اور بعضے بدعت مباح ہوتے ہیں جیسے کشادگی کرنا اور نیز کھانے پینے اور پوشاک میں جیسے شرح منادی میں ہے۔ جامع صغیر پر

تہذیب نووی سے پس نہیں انکار کرے گا اس کا مگر بدعتی نہ سننی چاہیے بات اس کی بلکہ حاکم اسلام پر واجب ہے سزا دینا اس کو اور اللہ خوب جانتا ہے اور درود ہو اللہ کا ہمارے سردار محمد ﷺ اور ان کی آل اور اصحاب پر سلام۔

علمائے مدینۃ المنورہ

محمد امین	جعفر حسنی	عبد الجبار
مفتی حنفی	مفتی شافعی	مفتی حنبلی
جلال الدین سید	ابراہیم بن خیار	سید یوسف
السید محمد علی	السید عبد اللہ بن سید احمد	محمد بن علی احمد
عمر بن علی	علی حریری	سید مصطفی
سراج احمد	حسن ادیب	ابو البرکات
عبد القادر مشاط	سید سالم	سید احمد
محمد نور سلیمانی	عبد الرحیم البرعی	محمد عثمان کردی
قاسم	عبد العزیز ھاشمی	یوسف رومی
محسن	مبارک بن سید	حامد
محمد ابن حسین	عبد اللہ بن علی	عبد الرحمن الصفوی

www.ziaetaiba.com

علمائے مکہ معظّمہ

حضرت عبدالرحمن سراج مفتی حنفی	حضرت احمد رحلان مفتی شافعی	حضرت حسن مفتی حنبلی
حضرت شرقی محمد مفتی مالکی	حضرت عبدالرحمن جمال حنفی	حضرت حسن طلب حنفی
حضرت سلیمان عیسٰی حنفی	حضرت عبدالقادر خوکیر حنفی	حضرت ابراہیم الفقن حنفی
حضرت محمّد جاراللہ حنفی	حضرت احمد الدغستانی حنفی	حضرت عبدالقادر شمس حنفی
حضرت عبدالرحمٰن اُفندی حنفی	حضرت احمد ابوالخیر حنفی	حضرت عبدالقادر اسحٰق حنفی
حضرت محمد سعید حنفی	حضرت ابراہیم نومری حنفی	حضرت احمد کمال حنفی
حضرت سید محمد الادیب حنفی	حضرت علی جودہ حنفی	حضرت سید عبداللہ کوشک حنفی
حضرت حسن عرب حنفی	حضرت ابراہیم نومری حنفی	حضرت احمد امین حنفی
حضرت شیخ فردوس شافعی	حضرت عبدالرحمٰن عجمی حنفی	حضرت عبداللہ قماشی حنفی
حضرت محمد بالصید شافعی	حضرت عبداللہ مشاط حنفی	حضرت محمد سیوطی حنفی
حضرت علی رہیلی شافعی	حضرت محمد صالح زرادی	حضرت محمد حبیب اللہ شافعی
حضرت احمد البحرادی حنفی	حضرت سلیمان عقبی شافعی	حضرت عبداللہ زرادی شافعی
حضر تسید عمر شطی شافعی	حضرت عبدالحمید الدغستانی شافعی	حضرت مصطفٰی عفیفی شافعی
حضرت منصور شافعی	حضرت تشاوی شافعی	حضرت محمد راضی شافعی

www.ziaetaiba.com

فتاویٰ شرک وبدعت کی دہشت کے بعد آتشیں اسلحہ کی دہشت

درود و سلام پڑھنے والوں کی امن پسندی اور حب الوطنی کا اعتراف اپنے اور بیگانے سب ہی کرتے ہیں یہی اہلسنّت وجماعت ہیں اور انہی علماء ومشائخ کی کوششوں کے نتیجے میں یہ وطن عزیز پاکستان کا قیام ممکن ہوسکا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد ہی سے وہ عناصر پاکستان کو داخلی وخارجی انتشار میں مبتلا کر رہے ہیں جو قیام پاکستان سے قبل ہندوؤں کے ساتھ مل کر اکھنڈ بھارت اور ہندو سوراج کے لیے کانگریس کے پلیٹ فارم سے کام کرتے رہے ہیں یہی لوگ دو قومی نظریہ کے مخالف اور جغرافیائی بنیاد پر متعصب ہندو کو بھی اپنا ایسا بھائی قرار دیتے رہے کہ اس کے ناخن پر مسلمانوں کو قربان کر دینے کا اعلان کرتے رہے۔ ان میں لادینی عناصر نے بھی مکروہ کردار ادا کیا اور اسلام کا نام لینے والوں (یعنی محض نام نہاد مسلمان) نے بھی مکروہ اور غلیظ کردار ادا کیا تھایہی عناصر پاکستان کے قیام کے بعد سے آج تک ان وابستگان اہلسنّت (علماء و مشائخ نیز عوام) سے قابل نفرت رویہ اپنائے ہوئے ہیں اور انہیں پاکستان بنانے کی سزا کے طور پر ان کی مساجد، مدارس اور مناصب پر قابض ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے نظریات وعقائد پر کبھی شرک وبدعت کے قولی ہتھیار سے اور کبھی بارودی و آتشیں ہتھیاروں سے حملہ آور ہو رہے ہیں۔

www.ziaetaiba.com

پہلے صوبائی پھر وفاقی حکومت ذمہ دار:

قیام پاکستان کے بعد سے ہی اہلسنّت و جماعت کے علماء و مشائخ (جو مسلک امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق رکھتے ہیں) نے اپنے مصائب اور ستم ظریفیوں سے ارباب اقتدار کو ہمیشہ مطلع کیا، مخالفین پاکستان کی ریشہ دوانیوں سے وطن عزیز پاکستان کے استحکام کو ہمیشہ دھچکا پہنچا ہے، علماء اہلسنّت اگر چاہتے تو ملک کی غالب اکثریت ہونے کی بنیاد پر اپنے اسٹریٹ پاور کو استعمال کرتے تو ماحولیاتی امن کو نقصان پہنچتا۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جو حصول پاکستان کی تحریک سے کوئی نسبت اور تعلق نہیں رکھتے تھے وہ ہی مخالفین، مملکت پاکستان کے وسائل سے نہ صرف مستفید ہو رہے ہیں بلکہ قابض ہو کر محب وطن علماء اہلسنّت پر عرصۂ حیات تنگ کر رہے ہیں۔

نیرنگی سیاست دوراں تو دیکھیے
منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

....

فاتحوں سے قبل وہ مال غنیمت پہ گرا
جنگ کے میدان سے جو کوسوں دور تھا

www.ziaetaiba.com

پاکستان کے ہر شہر میں درود سلام پڑھنے والے گنبد خضریٰ اور نعلین مقدس کی شبیہہ سے منقش سبز پرچموں کو لے کر جلوسوں کا کارواں تشکیل دے کر جلسوں کا انعقاد اور تکبیر و رسالت کے اجتماعی نعروں کی گونج میں آقائے دوجہاں ﷺ کی تشریف آوری کا جشن مناتے ہیں اظہار مسرت کرتے ہیں۔

اپنی تقریبات کے نظم سے حکومت وقت کو ہمیشہ مطلع کرتے ہیں، باقاعدہ ضلعی انتظامیہ سے اجازت نامے حاصل کیے جاتے ہیں لہٰذا حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کے جان ومال کے تحفظ کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے۔ گذشتہ سال ۱۴۲۷ ہجری بمطابق ۲۰۰۶ء عید میلاد النبی ﷺ کا چودہ سو اسی واں (۱۴۸۰) عظیم تہوار منانے کے موقع پر سندھ کی صوبائی حکومت اور کراچی کی ڈویژنل انتظامیہ کو بھی مطلع کرکے اس امر کی جانب توجہ مبذول کرائی گئی تھی کہ نقص امن کی کسی بھی کوشش کی بیخ کنی کے لیے ممکنہ تمام اقدامات کیے جائیں۔ جبکہ انتظامیہ نے اعلیٰ سطحی اجلاس میں خصوصاً صوبائی وزارت داخلہ نے ایک اجلاس میں جماعت اہلسنّت پاکستان کراچی کے امیر محترم پیر طریقت مخدوم اہلسنّت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری دامت برکاتہم القدسیہ اور دیگر علماء و اکابرین اہلسنّت سے ہائی الرٹ انتظامات و اقدامات کا وعدہ اور اعلان کیا۔ جبکہ سنی تحریک کے مرکزی راہنماؤں نے گذشتہ چند سالوں سے ملنے والی دھمکیوں سے بھی آگاہ کیا اور صوبائی حکومت کی اس ضمن میں بے حسی کا واضح طور پر شکوہ بھی کیا گیا۔ اگرچہ قائد و بانی سنی تحریک سلیم قادری شہید کی ظلماً شہادت کے علاوہ شہید سلیم رضا، شہید وحید قادری اور دیگر کارکنان کی شہادت کے واقعات بھی حکومت کے پیش نظر رہے ہیں، پھر بھی تمام حفاظتی اقدامات کے وعدوں کے باوجود نشتر پارک میں غلامی رسول ﷺ کی نسبت کے اظہار کے لیے جمع ہونے والے دہشت گردی کے نتیجے میں ایک یا دو نہیں ۶۵ شہادتیں عمل میں آئیں۔ ان شہادتوں کی ذمہ داری صوبائی اور وفاقی حکومتیں دونوں پر عائد ہوتی ہیں جو سنی عوام کی جانوں کی حفاظت میں بری طرح ناکام ہوئیں روز محشر

اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کے سامنے یہ ذمہ داران جواب دہ ہوں گے اور عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

اختتامیہ:

گزرے ہوئے صفحات کے مطالعہ کے بعد روزِ روشن کی طرح یہ بات واضح ہوگئی کہ جشن عید میلاد النبی ﷺ ہمیشہ سے ملت اسلامیہ میں رائج اور شعار کے طور پر منانے کا اہتمام کیا جاتا رہا ہے۔ اس کی مزید تفصیل اگر ملاحظہ کرنی ہو تو ہماری کتاب "میلاد النبی ﷺ کب سے؟ مطالعہ تاریخی تسلسل" اور "میلاد النبی ﷺ اجالے اور حوالے" کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ گذشتہ صفحات سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ کسی کے عقائد و نظریات اور معمولات پر حملہ کرنا یا ناگواری کا اظہار کرنا، دہشت گردی کے زمرے میں آتا ہے۔ اہلسنّت وجماعت کے وابستگان ہمیشہ سے امن وامان کے ساتھ قیام پاکستان سے قبل بھی اور تاحال اپنے وطن عزیز پاکستان میں باعزت شہری کی حیثیت سے اسلامی زندگی گزار رہے ہیں۔ بیسویں صدی کے آخری سالوں میں ہمارے ملک پاکستان میں جو دو گروہوں کے درمیان فرقہ وارانہ تصادم کے خون ریز واقعات ہوئے اور ایک دوسرے کے مراکز عبادت پر مسلح حملے ہوئے، اس شاخسانہ سے اہلسنّت وجماعت کا کبھی کوئی تعلق نہیں رہا۔ نہ معلوم کیوں دنیائے صحافت نے اس شاخسانہ کو شیعہ سنّی فساد کا نام دیا، حالانکہ یہ وہابیوں اور رافضیوں کے درمیان ہونے والے فسادات تھے۔

www.ziaetaiba.com

راقم یہی سمجھتا ہے کہ نورِ مصطفی ﷺ سے عداوت کا اظہار سب سے پہلے شیطانِ لعین نے کیا تھا اور یہی پہلی دہشت گردی تھی اور مختلف ادوار میں مختلف انداز میں دہشت گردی کا ارتکاب ہوتا رہا۔ گذشتہ سال نشتر پارک میں جشن عید میلادالنبی ﷺ کے موقع پر بم دھماکہ کے ذریعے جس دہشت گردی کا ارتکاب کیا گیا اس کے پیچھے وہی شیطانی قوتیں کار فرما ہیں جو ذکرِ مصطفی ﷺ کو اس صورت میں پسند نہیں کرتیں جیسا کہ عاشقانِ رسول ﷺ ربیع الاول شریف میں اہتمام کرتے ہیں۔ محافل میلاد کے معاندین دہشت گردوں نے یہ فاسد گمان کیا کہ بم دھماکہ کے نتیجے میں، عاشقانِ رسول ﷺ خوفزدہ اور دہشت زدہ ہوکر عید میلاد کا تہوار منانا چھوڑ دیں گے لیکن بحمدہٖ تعالیٰ، محافل میلاد کا انعقاد امسال گذشتہ سال کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ دیکھنے میں آیا اور ملت اسلامیہ نے یہ ثابت کیا کہ ہم جانیں تو قربان کرسکتے ہیں لیکن محافل میلاد کے انعقاد کے لیے کوئی دقیقہ کبھی بھی فروگذاشت نہیں کریں گے۔

نثار تیری چہل پہل پر ہزار عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

۞ ...... ۞ ..... الاختتام ...... ۞ ...... ۞

www.ziaetaiba.com

۞ ۞ ۞ ۞